COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

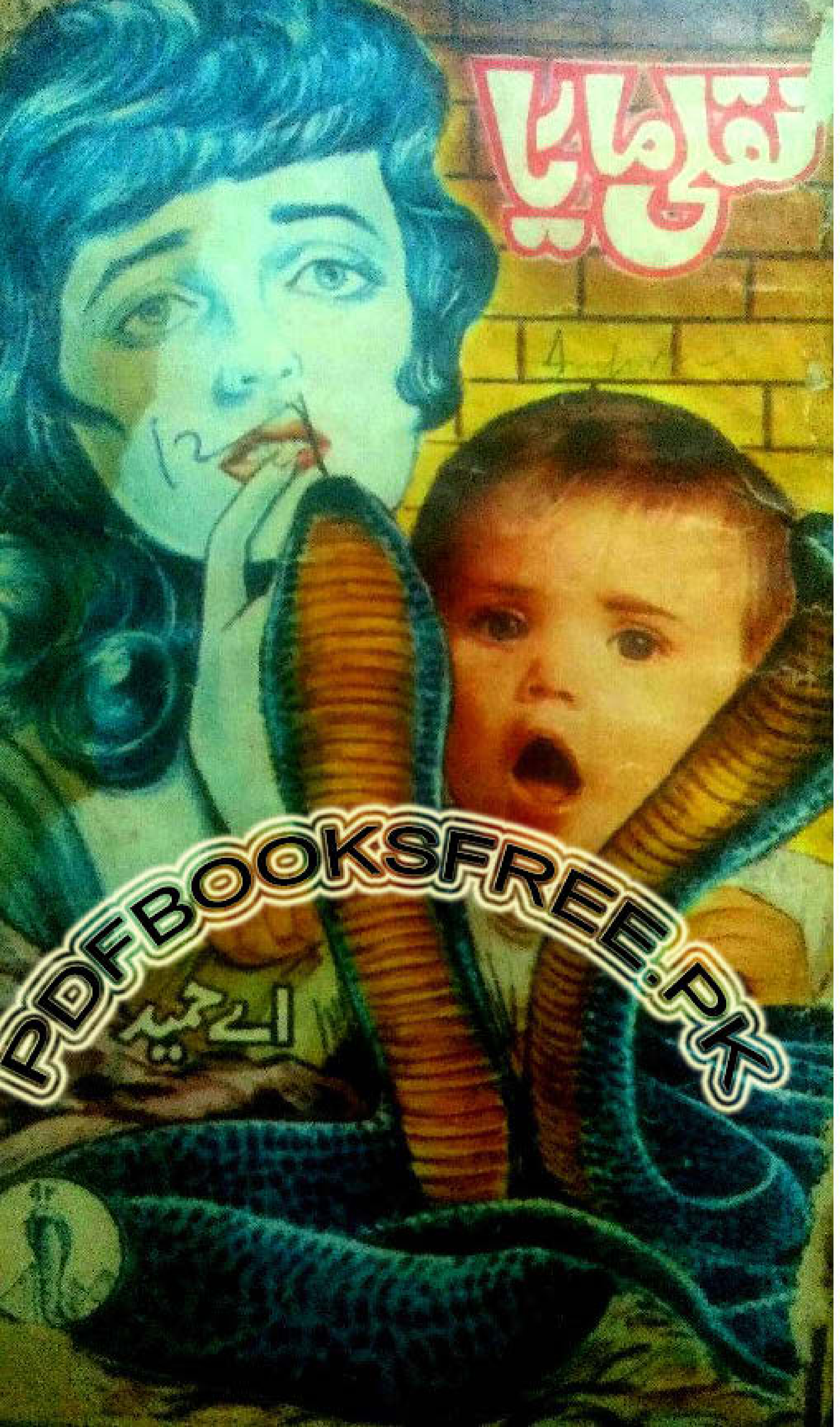

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

Scan by
Muhammad Arshad

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

نقلی ماریا

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی اپنے پانچ ہزار سال کے دلچسپ سفر پر چلے جا رہے ہیں۔ شیش ناگ نے ناگ کے اختیارات چھین لیے ہیں۔ دنیا کا کوئی سانپ اب ناگ کا حکم نہیں مانتا۔ اس بار ناگ کا شیش ناگ سے مقابلہ ہونے والا ہے۔ ماریا ایک سنسنی خیز حادثے کے بعد ایک ایسے جنگل میں پہنچتی ہے جہاں ایک بحری ڈاکو عورت رنگولی کی لاش جلائی جا رہی ہے۔ لاش کو ابھی آگ نہیں لگی تھی کہ ماریا سے ایک غلطی ہو گئی اور لاش اپنی جلتی ہوئی چتا سے اٹھی اور اس نے ماریا سے لپٹ کر اسے اپنے اندر جذب کر لیا۔ لاش زندہ ہو گئی۔ اب وہ آدھی ماریا تھی اور آدھی بحری ڈاکو عورت رنگولی تھی۔

کیٹی اپنی نادانی کی وجہ سے ایک ایسی ناگن کے روپ میں ظاہر ہو گئی جسے ایک سپیرے نے پکڑ لیا اور وہ اسے لے کر اپنے ڈیرے کی طرف چل دیا۔ اس کے بعد کیا کیا سنسنی پیدا، رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات پیش آئے، یہ آپ پڑھیں گے تو لطف اٹھا سکیں گے۔

اے حمید

ترتیب و پیشکش

محمد ارشد

پاکستان ورچوئل لائبریری

قیمت : ۵۰/- روپے

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سانپ پیچھا کر رہا تھا

کیپٹی تخت پہ لگتے ہی ایک جھٹکے سے بیٹھ گئی۔ بالوں سے بھرے ریچھ نما انسان نے جس کا نام یاہو تھا، یاہو نے اٹھ کر کیپٹی کا بازو پکڑ لیا۔ کیپٹی بازو چھڑا کر وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔ لیکن یاہو کی گرفت لوہے کے شکنجے کی طرح تھی۔ کیپٹی نے اپنی پوری طاقت سے یاہو کو اپنا بایاں ہاتھ مارا۔ اسے لگا کہ اس نے کسی لوہے کے بت پر ہاتھ مار دیا ہے۔ ٹن کی آواز پیدا ہوئی اور کیپٹی کا ہاتھ سخت درد کرنے لگا۔

ریچھ نما انسان یاہو مکروہ قہقہہ مار کر ہنسا اور بولا، یاہو کو لا ریب عورت آج سے میری بیوی بنے گی ... سے بیاہ کی تقریب ہوگی۔

ایک رکشش نے فوراً کالے موتیوں کا ہار اور ترشول آگے کر دیا۔ یاہو نے کیپٹی کی گردن میں کالے موتیوں کا ہار ڈال کر ترشول کی نوک اس کے بالوں میں چبھو دی۔ کیپٹی کے جسم سے

ترتیب

- سانپ پیچھا کر رہا تھا
- ڈش کرنے دو
- رنگولی قزاق عورت
- پُراسرار گنبد
- نقلی مار دیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نیلے رنگ کا خون نکل آیا جس میں سرخی بہت کم تھی۔ یامو حیرت سے خون کو تکنے لگا پھر چلایا:

"یہ عورت آکاش کی اپسرا ہے۔ دیوتا نے میرے لیے آکاش سے اسے بھیجا ہے۔ آکاش پر جو دیویاں رہتی ہیں ان کا خون نیلا ہوتا ہے۔"

اور اس نے کیٹی کے بازو سے نکلنے والے خون کو اپنے مکروہ ہونٹ لگا کر پی لیا۔ کیٹی اچھل کر پرے ہوئی تو یامو نے اپنی چھاتی کا ایک لمبا بال توڑ کر اسے پھونک مار کر ہوا میں اچھالا۔ بال کیٹی کے سر کے اوپر آ کر رک گیا اور پھر اس کے اندر سے نیلے رنگ کی ایک شعاع نکل کر کیٹی کے جسم پر پڑی اور وہ بے ہوش ہو کر تخت پر گر پڑی۔

یامو خوشی سے چیخنے لگا۔

"یہ اپسرا میری بیوی بن چکی ہے۔ رقص کرو۔ خوشیاں مناؤ۔ ہا ہا ہا۔"

دلکشش بھی دوسری رقص کرنے والی عورتوں کے ساتھ مل کر ناچنے لگے۔ وہ دیوی رقاصہ جو آتش فشاں غار سے کیٹی کو پکڑ کر یامو کے دربار میں لائی تھی یامو کے تخت کے پاس آ کر جھکی اور بولی:

"یامو دیوتا۔ اس انسانی دنیا میں آئی ہوئی اپسرا کے

ساتھ شادی مبارک ہو۔ مگر تم نے تو مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں کسی عورت کو پکڑ کر تمہارے پاس لے آؤں تو تم اس کی قربانی دینے کے بعد مجھ سے شادی کر لو گے۔"

یامو دیوتا نے بھیانک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"کنجن۔۔۔ تم عمر میں بڑی ہو گئی ہو۔ یہ عورت تم سے زیادہ خوبصورت ہے۔ میں تم سے بیاہ نہیں کر سکتا۔ دفع ہو جاؤ میری آنکھوں کے سامنے سے۔"

دیوی رقاصہ جس کا نام کنجن تھا ادب سے سر جھکا کر بولی۔

"یامو دیوتا کا ہر حکم سر آنکھوں پر۔ شادی مبارک ہو۔"

کنجن رقاصہ خاموشی سے سر جھکا کر پیچھے ہٹ گئی اور دوسری عورتوں کے ساتھ مل کر خوشی کے رقص میں شامل ہو گئی مگر اس کے دل میں یامو دیوتا کے خلاف نفرت کی گرہ پڑ پڑ گئی تھی اور وہ اس سے بدلہ لینے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ وہ یہ اچھی اچھی طرح سے جانتی تھی کہ یامو دیوتا کی طاقت بے حساب ہے اور اسے شکست دینا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ پھر بھی کنجن کا دل انتقام کی آگ میں جلنے لگا تھا۔

کیٹی کو یامو کے زمین کے اندر بنے ہوئے شاہی محل میں پہنچا دیا گیا۔ یہاں دو عورتوں نے کیٹی کو ایک خاص عرق ملنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ سن کر کیکی نے ان عورتوں کو دیکھ کر کہا
کیا تم یہاں سے فرار ہونے میں میری مدد نہیں کرو گی؟
تم بھی عورت ہو۔ تم ایک عورت پر ظلم ہوتا دیکھ
رہی ہو؟

دونوں عورتیں قہقہہ لگا کر ہنس پڑیں۔ ان میں سے ایک نے کہا
پاگل ہو تم زمین کی مخلوق ہو۔ ہم آسمانوں کی مخلوق ہیں
جو ہزاروں سال سے اس مندر میں آباد ہیں۔ ہم تمہاری
طرح کی عورتیں نہیں ہیں۔ تم اب یاہو کی بیوی بن
چکی ہو۔ تمہاری ساری طاقت اب یاہو کی طاقت
میں داخل ہو گئی ہے۔ تم یہاں سے باہر نہیں نکل
سکتی ہو۔ ہم یہاں چند روز تمہارا سنگھار کریں گی تمہیں
دلہنوں کا لباس پہنایا جائے گا۔ ساتویں دن تمہیں دلہن
بنا کر یاہو دیوتا کے حضور پیش کیا جائے گا۔

کیکی نے سوچا کہ وہ کس مصیبت میں پھنس گئی ہے
اس سے تو بہتر تھا کہ میں جھیل کے دلدل میں چھلانگ لگا
دیتی۔ وہاں سے نکل

میں بھی اس زمین کی عورت نہیں ہوں میں خلائی
مخلوق ہوں۔ آسمان سے اس زمین پر آئی ہوں
لیکن ایک بات ... پھر کبھی ... دوسری عورت بولی

تم جھوٹ بول رہی ہو۔ اگر تم آسمانوں سے آئی ہوتیں
تو یاہو دیوتا کے جادو کا تم پر اثر نہ ہوتا۔ مگر
تم اس کے جادو میں جکڑی ہوئی ہو۔ تم یاہو دیوتا
کے مندر کی چوکھٹ سے جب بھی باہر نکلو گی تم
اندھی ہو جاؤ گی اور تمہیں کچھ نظر نہیں آئے گا۔

کیکی نے سر جھکا لیا اور خاموشی سے سوچنے لگی۔ اسے
بات کا احساس ہو چکا تھا کہ اس کی طاقت واقعی یاہو دیوتا
کے جادو کی وجہ سے ختم ہو گئی ہے۔ ایک ... ختم ہو
رہی ہے۔ ورنہ ... اگر اس کی جگہ کوئی ... ہوتی
تو اس کی گردن ٹوٹ جاتی مگر یاہو پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا

عورتیں سنگھار کر کے چلی گئیں پھر دو عورتیں آئیں انہوں
نے کیکی کو عجیب و غریب پھلوں کا کڑوا رس پلایا۔ یہ رس بڑا
بدذائقہ تھا۔ لیکن کیکی کو پتا چل گیا کہ یہ پھلوں کے رس پی کر
اس کے اندر کی قوت ارادی ختم ہو رہی تھی اب وہ کسی
بات سے انکار نہیں کر سکتی تھی۔

اسی طرح کیکی کو دلہن بنانے میں دن گزرنے لگے
چار روز گزر گئے پانچویں روز وہی بوڑھی عورت اس کے پاس
آئی۔ وہ کچھ گھبرائی ہوئی تھی۔ اس نے کیکی سے کہا
میں اپنی جان پر کھیل کر تمہیں یہاں سے نکالنے آئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوں۔ کیا تم تیار ہو؟

کیٹی ایک دم سے اٹھ کھڑی ہوئی، بولی:

"میں تو ایک پل کے اندر اندر یہاں سے فرار ہو جانا چاہتی ہوں۔ کنچن بہن! میں تمہارا احسان ساری زندگی نہیں بھولوں گی۔ مجھے یہاں سے نکال دو۔"

کنچن نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر آہستہ سے کہا:

"اونچی مت بولو۔ میرے ساتھ آؤ۔"

وہ کیٹی کو ایک خفیہ دروازے سے نکال کر ایک کوٹھڑی میں لے گئی جہاں دیوار میں ایک بندر کی مورتی بنی ہوئی تھی۔ کنچن نے لکڑی کے ایک صندوق میں سے ایک لکڑی کی سرمے دانی نکالی اور کہا:

"جلدی سے اس سرمے کی ایک ایک سلائی اپنی آنکھوں میں پھیر لو۔ اس کی وجہ سے جب تم یامو دیوتا کی سرحد سے باہر نکلو گی تو اندھی نہیں ہو گی۔"

اگرچہ کیٹی کو اس عورت پر کوئی زیادہ بھروسہ نہیں تھا مگر وہ سوچنے لگی کہ ہو سکتا ہے یہ عورت جلاپے کی وجہ سے ایسا کر رہی ہو۔ ہو سکتا ہے وہ خود یامو دیوتا سے شادی کرنا چاہتی ہو اور اس طرح سے کیٹی کو راستے سے ہٹا کر اپنا راستہ صاف کر رہی ہو۔ کیٹی نے سرمے کی ایک ایک سلائی اپنی آنکھوں میں

پھیر لی اور کہا:

"کنچن! کیا تم مجھ سے دھوکہ تو نہیں کر رہی ہو؟"

کنچن نے کہا: "اگر دھوکہ کرنا ہوتا تو تمہیں آتش فشاں غاروں سے نکال کر یہاں تک نہ لاتی۔"

پھر اس نے کیٹی کو بتایا کہ یامو نے اس سے شادی کا وعدہ کیا تھا اور اب اس وعدے کو بھلا کر اس سے بیاہ رچا رہا تھا۔ آخر وہی بات نکلی جو کیٹی نے سوچی تھی۔ اب اس کا فرار یقینی ہو گیا تھا۔ اگر کنچن کا راز فاش نہ ہو جائے اور یامو دیوتا کو اپنے جادو کے ذریعے اس خطرناک منصوبے کی خبر نہ ہو جائے۔

لیکن کنچن آخر وہاں کی رہنے والی تھی۔ وہ وہاں کے سارے بھید اور اسرار جانتی تھی۔ اپنی طرف سے اس نے سارا بندوبست کر رکھا تھا کہ یامو دیوتا کو کیٹی کے فرار کا اس وقت تک علم نہ ہو جب تک کہ وہ اس کے جادو کی سرحد سے باہر نہیں نکل جاتی۔

رقاصہ کنچن نے کیٹی کو سیاہ چادر دی اور کہا کہ اس چادر میں اپنے جسم کو ڈھانپ لے۔ کیٹی نے ایسا ہی کیا۔ صرف اس کی آنکھیں ہی چادر میں سے نظر آتی تھیں۔ رقاصہ کنچن نے بندر کی مورتی کے آگے ماتھا ٹیکا اور کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھگوان! میری مدد کر۔ یامو نے وعدہ خلافی کی ہے۔
تو اس کو سزا دے اور مجھے کامیاب کر۔
پھر اس نے کیپٹی کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ تھوڑی
دور ہی بندر کی مورتی کے پیچھے سے ایک گول سوراخ
میں سے نیچے راستہ جاتا تھا۔ یہاں سے گزر کر وہ دونوں ایک
تنگ سرنگ میں آ گئیں جہاں گھپ اندھیرا تھا۔ کنچن نے
کیپٹی سے کہا:
"ڈرنا نہیں۔ چلتی چلی آؤ۔"
سرنگ ختم ہوئی تو سامنے ایک کالے سیاہ درختوں سے
بھرا جنگل آ گیا۔ کیپٹی نے اتنے کالے سیاہ درخت کبھی نہیں
دیکھے تھے۔ یہاں آسمان بھی کالا سیاہ تھا۔ ایک پہاڑ بائیں طرف
کھڑا تھا جس کی چوٹی سے دھواں نکل رہا تھا۔
کنچن نے کہا: "انھیں سامنے جو کالے درختوں کی ایک
قطار نظر آ رہی ہے یہاں یامو کے جادو کی حد ختم
ہوتی ہے۔ تم خوش قسمت ہو کہ یہاں سے نکلنے
میں کامیاب ہو رہی ہو۔ اس سے پہلے تم جیسی
کئی عورتوں کو یہاں قربان کیا جا چکا ہے۔ اب
جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے بھاگ کر ان کالے
درختوں کی قطار پار کر جاؤ۔ اس کے بعد تم

آزاد ہو گی۔"
کیپٹی نے کنچن کا شکریہ ادا کرنا چاہا تو وہ بولی:
"بھگوان کے لیے جلدی کرو۔ یہ وقت شکریہ ادا کرنے
کا نہیں ہے۔"
کیپٹی سرنگ کے منہ میں سے نکل کر کالے درختوں کی
طرف بھاگی ہی تھی کہ آسمان پر ایک زوردار دھماکا ہوا اور ایک
ریچھ نما انسان یامو اس کے سامنے آ گیا۔ غصے سے اس کی
آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ اس کے ہاتھ میں لوہے
کا ترشول تھا۔ اس نے چیخ ماری۔ کیپٹی دہشت سے زمین پر
گر پڑی۔ یامو نے ترشول کا رخ کنچن کی طرف کر دیا جو واپس
غار کی طرف بھاگ اٹھی تھی۔ مگر اس کا وقت پورا ہو گیا
تھا۔ ترشول میں سے ایک قہر آلود روشنی نکل کر شعلے کی
طرح کنچن کے جسم سے ٹکرائی اور وہ خود شعلہ بن کر بھڑک
اٹھی۔ کنچن کی چیخوں سے سارا جنگل گونج اٹھا۔
کیپٹی ششدر رہ گئی۔ اسے کنچن کی موت کا شدید صدمہ
ہوا مگر وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اس پر ابھی تک یامو کے جادو
کا اثر تھا۔ اس کی طاقت بحال نہیں ہوئی تھی۔ اس نے آگے
بڑھ کر یامو پر وار کرنا چاہا لیکن ترشول کی روشنی سے ٹکرا
کر جلنے کی بجائے پیچھے گر پڑی۔ یامو نے چلّا کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم یہاں سے کبھی نہیں نکل سکو گی۔ کیٹی کو اس کی غداری کی سزا مل گئی ہے۔ اب تم نے دوبارہ بھاگنے کی کوشش کی تو تمہارا بھی یہی انجام ہو گا۔"

کیٹی اٹھ کر کالے درختوں کی قطار کی طرف بھاگی۔ یامو نے اپنا لمبا ہاتھ کیا۔ اس کا بازو اتنا لمبا ہو گیا کہ اس نے کیٹی کو درختوں کے قریب ہی دبوچ لیا اور لے اٹھا کر واپس لے آیا۔ کیٹی یامو درندے کے ہاتھ میں جکڑی ہوئی تھی۔ وہ اسے لے کر ریچھ کی طرح غصے سے خرخراتا، منہ سے جھاگ اڑاتا غار کی طرف بڑھا۔

کیٹی نے آسمان کی طرف دیکھ کر چلاتے ہوئے کہا:

"آخر تم میری مدد کیوں نہیں کرتے؟ کیا تم مجھے تکلیف ہی دینے کے لیے ہو؟ کیا تم میرے دوست نہیں ہو؟"

اچانک کیٹی کو چلبلی جن کی بھاری آواز سنائی دی۔

"کیا دوست دوست لگا رکھا ہے تم نے۔"

چلبلی جن کی آواز سن کر کیٹی کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا یامو دیوتا نے جن کی آواز سنی تو وہیں رک گیا اور اوپر دیکھا اسے کچھ نظر نہ آیا۔ کیونکہ جن نے اپنا آپ ظاہر نہیں کیا تھا۔ یامو کیٹی کو [illegible] کر سرنگ کے منہ پر پہنچی

ہی تھا کہ کسی نے اسے گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھا کر جھٹکا دیا۔ کیٹی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر پڑی۔

اس نے دیکھا کہ یامو ہوا میں لٹکا ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ چلبلی جن نے اسے ہوا میں اٹھا رکھا تھا اور زور زور سے جھٹکے دے رہا تھا۔ یامو نے بلند آواز میں طلسمی منتر پڑھنے شروع کر دیے۔

"اشروم۔ ون کٹا رامن۔ اشروم۔"

چلبلی جن کی آواز گونجی:

"کیا اشروم اشروم لگا رکھی ہے تم نے۔"

اور چلبلی جن نے یامو کو ایک ایسا جھٹکا دیا کہ اس کا جسم چار ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر پیچھے گر پڑا۔ یامو کے مرتے ہی جنگل کے سارے کالے درختوں میں تیز آندھی چلنے لگی۔ اور ایسی چیخیں بلند ہوئیں کہ کیٹی کا بھی دل دہل گیا۔ وہ زمین پر لیٹ گئی۔ کیونکہ کالی آندھی درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ رہی تھی۔ غار کے اندر سے آگ کے شعلے لپکنے لگے تھے۔

پھر کیٹی کی آنکھوں کے سامنے سرنگ کے اوپر والی پہاڑی ایک بھیانک آواز کے ساتھ گر پڑی اور اس کے اوپر بنا ہوا مندر وغیرہ سب تباہ و برباد ہو گئے۔ کیٹی زمین پر اوندھے منہ پڑی رہی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب ندی بھی تو اس نے پھر اٹھ کے دیکھا، پہاڑی کے ملبے میں رہتے ابھی تک دھواں اٹھ رہا تھا۔ جہاں کالے درخت کا بیب جنگل تھا وہاں اب کوئی درخت نہیں تھا۔ زمین پر اونچے نیچے گڑھے پڑ چکے تھے اور آسمان کا رنگ جو پہلے کالا سیاہ تھا اب نیلا ہو گیا تھا اور دھوپ چمک رہی تھی۔

کیٹی کو اپنے جسم میں پھر وہی طاقت محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا دل چنگی جن کی محبت سے بھر گیا۔ اگر اس وقت وہ اس کی مدد کرنے نہ آتا تو خدا جانے بوچھی تما یا ہو ورنہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا۔ مگر اسے رقاصہ ہیلن کے مر جانے کا بڑا دکھ تھا۔ اس نے کیٹی کی مدد کرتے ہوئے اپنی جان دے دی تھی۔ کاش! وہ زندہ ہوتی۔

کیٹی زمین پر سے اٹھی اور اس نے گڑھوں میں سے گزرتے ہوئے ایک طرف چلنا شروع کر دیا۔ اسے اپنی منزل کی کوئی خبر نہیں تھی۔ اس نے ایک دو بار چنگی جن کو آواز بھی دی اور اس کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہا مگر عجیب و غریب چنگی جن کیٹی کی جان بچانے کے بعد اپنی عادت کے مطابق ایک بار پھر غائب ہو گیا تھا۔

کیٹی اب اس دریا کی تلاش میں تھی جس میں کشتی ڈال

کر وہ اور ماریا سمندر کی طرف جا رہے تھے۔ اسے ماریا کا بھی خیال ستا رہا تھا کہ خدا جانے وہ اس کا انتظار کرنے کے بعد ناامید ہو کر کہاں چلی گئی ہو گی۔ کیٹی کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ ضرور دریا میں سفر کر رہی ہو گی۔ لیکن وہ دریا کیٹی کو کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ علاقہ بھی کچھ بدلا بدلا سا تھا۔ نہ وہ اونچے اونچے گھنے درخت تھے۔ اور نہ ویسی سرسبز پہاڑیاں تھیں۔

کیٹی کو بھوک اور پیاس تو نہیں ستا رہی تھی مگر وہ ایک بات سے بڑی پریشان تھی۔ وہ بات یہ تھی کہ اس کے کپڑے کافی میلے اور خراب ہو چکے تھے۔ اب اس کا خلائی لباس تو تھا نہیں۔ وہ تو خدا جانے کہاں گم ہو چکا تھا۔ اس نے وہی عراق اور شام کی عورتوں کی طرح شلوار کے اوپر ایک لمبا کرتہ پہن رکھا تھا جو جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ راستے میں کوئی بستی نظر آئے تو وہ وہاں کسی عورت سے پہننے کو کچھ کپڑے مانگے۔

اس کے پاس روپیہ پیسہ بھی نہیں تھا۔ وہ راجہ پورس کے زمانے کے ہندوستان میں تھی اور اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ اس ملک ہندوستان کے کسی علاقے میں سفر کر رہی ہے۔ میدان کے پار ایک ندی بہہ رہی تھی۔ کیٹی نے دیکھا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ندی کے اوپر بانس کا ایک چھوٹا پل بنا ہوا ہے۔ وہ پل پر سے گزر کر ندی کی دوسری طرف چلی گئی۔ یہاں کہیں کہیں بانس کے درختوں کے جھنڈ تھے اور ایک خشک نالہ تھا جس میں گول گول پتھر بکھرے پڑے تھے۔

کیٹی نالے کے کنارے کنارے چلتی گئی۔ آگے اسے کھیتوں میں کسان ہل چلاتے دکھائی دیے۔ قریب ہی ایک بستی کے کچے مکان تھے اور ایک مندر بنا ہوا تھا جس کے اوپر زرد رنگ کا ایک جھنڈا بانس کے ساتھ بندھا ہوا لہرا رہا تھا۔

کیٹی بستی میں داخل ہوئی تو ایک مکان کے صحن میں کچھ عورتیں بیٹھی تھیں۔ ان میں سے ایک عورت رو رہی تھی۔ اس نے اپنے چھ سات برس کے کالے سے لڑکے کو اپنے سینے سے لگا ہوا تھا۔ لڑکا بھی بڑا سہما ہوا تھا۔ کیٹی نے دل میں سوچا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ یہ بےچاری اپنے بچے کو سینے سے لگائے کیوں رو رہی ہے؟

وہ اس کچے مکان کے صحن میں داخل ہو گئی۔ مشکل یہ تھی کہ جب تک ان عورتوں میں سے کوئی بات نہ کرتی، کیٹی ان کی زبان میں بات نہیں کر سکتی تھی۔ وہ پوچھنا چاہتی تھی کہ یہ عورت کیوں رو رہی ہے۔ مگر وہ ابھی تک ان کی زبان نہیں جانتی تھی۔ کیٹی ان عورتوں کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔

عورتوں نے کیٹی کے لباس کو دیکھا تو سمجھ گئیں یہ کسی دوسرے ملک کی عورت ہے۔ کیونکہ ان عورتوں نے ساڑھیاں پہن رکھی تھیں۔ ایک عورت نے کیٹی کی طرف دیکھ کر اپنی زبان میں پوچھا:

"تم کون ہو بہن اور ہم دکھی عورتوں کے پاس کیوں آئی ہو؟"

ان کی زبان کے الفاظ کیٹی کے کانوں میں پڑے تو وہ ان کی زبان سمجھ گئی۔ اس نے کہا:

"میں مسافر ہوں یہاں سے گزر رہی تھی کہ رونے کی آواز سنی۔ کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ یہ عورت اپنے بچے کو سینے سے لگا کیوں رو رہی ہے؟"

رونے والی عورت نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ تو اپنے بچے کو چھاتی سے لگائے آنسو بہائے جا رہی تھی۔ دوسری عورت نے کہا:

"بہن! تم ہماری زبان بھی جانتی ہو؟"

کیٹی نے کہا: "میں تمہارے ملک کی بہت سیاحت کر چکی ہوں اور یہاں کی کئی زبانوں میں بات کر سکتی ہوں لیکن تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس عورت کو کون سا دکھ ہے کہ اس کے آنسو نہیں تھمتے؟"

وہ عورت افسوس بھرے لہجے میں بولی:

"ہمیں کیا بتائیں بہن۔ یہ غریب عورت بیوہ ہے۔ اس کا ایک ہی بیٹا ہے جو یتیم ہے۔ تھوڑی دیر ہوئی یہاں ایک سپیرا سانپوں کی پٹاری بغل میں دبائے بین بجاتا آیا تھا۔ اس نے بھیک مانگی تو اس عورت کے یتیم بچے نے اسے کہا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ یہ سن کر سپیرا ناراض ہو گیا۔ اس نے بچے کی قمیض کا ایک ٹکڑا پھاڑا اور جاتے ہوئے کہہ گیا۔ تم نے مجھے بھیک نہ دے کر میری بے عزتی کی ہے۔ میں تم سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لوں گا اور چلا گیا۔"

کیٹی نے کہا: "تو اس میں رونے کی کون سی بات ہے؟"

وہ عورت کہنے لگی: "تم نہیں جانتیں بہن —— جب سپیرے کسی سے بدلہ لینا چاہتے ہیں تو وہ اس کی قمیض کا ٹکڑا پھاڑ کر لے جاتے ہیں پھر وہ اپنے ڈیرے پہ جا کر سب سے زہریلے کو قمیض کا وہ ٹکڑا سونگھا دیتے ہیں۔ اس قمیض کے ٹکڑے میں قمیض کے مالک کے جسم کی بُو ہوتی ہے پھر وہ سانپ رات کے اندھیرے میں اس قمیض والے کی تلاش میں آتا ہے اور وہ جہاں کہیں بھی ہو اسے ڈس کو ہلاک کر دیتا ہے۔"

تیسری عورت نے کہا: "یہ بے چاری اسی لیے رو رہی ہے کہ رات کے اندھیرے میں سانپ اس کے بیٹے کی بُو لیتا آئے گا اور اسے کاٹ کر ہلاک کر دے گا۔"

کیٹی ان کے پاس بیٹھ گئی۔ اس نے بیوہ عورت کو حوصلہ دیا اور کہا:

"بہن! فکر نہ کرو۔ میں آج کی رات تمہارے بیٹے کے پاس رہوں گی اور گھبراؤ نہیں۔ سانپ تمہارے بچے کو نہیں کاٹ سکے گا۔"

بیوہ عورت نے روتی ہوئی آنکھوں سے کیٹی کی طرف دیکھا اور کہا:

"بہن تم کب تک میرے ساتھ رہو گی۔ آج نہیں تو کل۔ وہ سانپ ضرور آئے گا اور میرے بچے کو ڈس لے گا۔ ہائے میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ میں تو کہیں کی نہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہوں گی۔ وہ سانپ مجھے کاٹ لے۔ میرے بچے
کو چھوڑ دے۔"

بے چاری بیوہ ماں زار و قطار رونے لگ گئی۔

بستی کے کچھ مرد بھی وہاں آ گئے اور عورت کو تسلی دینے لگے کہ ہم سانپ کو مار ڈالیں گے مگر دل کے اندر وہ بھی جانتے تھے کہ وہ کب تک اس سانپ کی نگرانی کریں گے۔ سپیرے بڑے ظالم ہوتے ہیں۔ کسی سے بدلہ لینا چاہیں تو پھر ان سے کوئی بچ کر نہیں جا سکتا۔ ان کے زہریلے سانپ اس آدمی کا پیچھا کرتے ہیں اور اسے زندہ نہیں چھوڑتے۔

کیٹی نے کہا: "بہن! حوصلہ کرو۔ میں سانپ کو تمہارے بچے کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی مار ڈالوں گی۔"

مرد اور دوسری عورتیں کیٹی کی شکل تکنے لگیں۔ انہیں معلوم تھا کہ یہ عورت یونہی تسلی دے رہی ہے۔ بھلا ایک نازک سی لڑکی پُراسرار اور رات کے اندھیرے میں انسانی بو پر آنے والے سانپ کو وہ کس طرح ہلاک کر سکے گی۔

ایک عورت نے کیٹی کے قریب آ کر کہا:

"بہن! تم مسافر عورت ہو۔ تم اپنی جان کیوں گنواتی ہو اس بستی میں تو ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ اسی لیے ہم سپیروں کو کچھ نہ کچھ ضرور دیتے ہی رہتے ہیں۔

لڑکے نے سپیرے کو بھیک نہ دے کر سخت غلطی کی ہے۔"

کیٹی نے کچھ تلخ لہجے میں کہا:

"جس کے پاس اپنے کھانے کو کچھ نہ ہو وہ بھلا سپیروں کو کیا دے گا بے چارا؟"

ایک اور عورت نے کہا:

"بیٹی! ہمارے پاس چاہے کچھ بھی نہ ہو لیکن ہم سپیروں کے سوال کو کبھی نہیں ٹالتے اور کچھ نہیں تو ان کے آگے سجدہ کر کے ماتھا ٹیک کر ان سے معافی مانگ لیتے ہیں۔ مگر اس لڑکے نے تو سپیرے کو صاف جواب دے دیا تھا۔"

کیٹی نے کہا: "یہ تو معصوم بچہ ہے۔ یہ کیا صاف جواب دے سکتا ہے۔"

بیوہ ماں نے روتے ہوئے کہا:

"اس نے تو صرف اتنا ہی کہا تھا کہ ہمارے گھر میں کھانے کو کچھ نہیں ہے بابا۔"

"اری یہ بھی کیوں کہا؟" ایک بوڑھی عورت بولی:

"تم نے اپنے بچے کو بتایا کیوں نہیں تھا کہ سپیروں کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹایا کرتے۔ اب اپنے گناہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی سزا بھگتو۔"

عورت زور زور سے رونے لگی۔ اس کے ساتھ اس کا سات آٹھ سال کا بچّہ بھی رونے لگ گیا۔

کیٹی نے بوڑھی عورت کو جھڑک کر کہا:

"اس عورت نے اور اس کے بچے نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ میں دیکھتی ہوں اس پیرے کا سانپ یہاں کیسے آتا ہے۔ میں آج رات اس گھر میں رہوں گی۔"

سب چپ ہو گئیں۔ مرد دل میں کیٹی کے بارے میں افسوس کرنے لگے کہ خواہ مخواہ اپنی جان گنوا رہی ہے۔

کیٹی اسی گھر میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی۔ اس نے سب سے پوچھا کہ وہ پیرا کہاں رہتا ہے۔ سب نے یہی کہا کہ پیروں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا۔ اب تو اس کا سانپ ہی رات کے اندھیرے میں آئے گا۔

کیٹی نے کہا: "میں اسے دیکھ لوں گی۔"

جب رات ہو گئی تو کیٹی نے بیوہ عورت کی چارپائی ایک طرف ڈال دی اور دوسری چارپائی پر اس کے بیٹے کو لٹا دیا اور اس کے برابر میں چارپائی ڈال کر خود اس پر پہرہ دینے کے انداز میں بیٹھ گئی۔ بستی کے لوگ سو گئے تھے۔ انھیں یقین تھا کہ لڑکا پیرے کے انتقام سے نہیں بچ سکے

گا۔ صحن میں ایک سرسوں کے تیل کا دیا جل رہا تھا جس کی روشنی چارپائیوں کے ارد گرد پھیلی ہوئی تھی۔

لڑکا تو معصوم تھا۔ بے چارہ سو گیا۔ مگر اس کی ماں اور کیٹی جاگ رہی تھیں۔ ماں کا دل غم سے بوجھل تھا۔ وہ آنکھیں پھاڑے چارپائی پر بیٹھی چاروں طرف دیکھ کر آہیں بھر رہی تھی۔ کہنے لگی:

"بہن! اندھیرا ہو گیا ہے۔ پیرے کا سانپ آ رہا ہو گا۔ ہائے! میں اس سے کیسے اپنے بچے کو بچاؤں گی؟"

کیٹی نے کہا: "میں کس لیے جاگ رہی ہوں؟ میں سانپ کو یہاں تک نہیں آنے دوں گی۔"

وہ عورت کہنے لگی: "سانپ آج چلا جائے گا۔ وہ کل پرسوں یا اس کے بعد پھر کسی رات کو آئے گا اور میرے بچّے کو ڈس دے گا۔ یہ سانپ اب میرے بچّے کی بُو کے پیچھے لگا رہے گا۔"

کیٹی بولی: "تم آرام سے لیٹ جاؤ بہن! میں سنبھال لوں گی سب کچھ۔"

"ہائے مجھے کیسے نیند آ سکتی ہے۔ میں اپنے بچّے کے ساتھ لیٹوں گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور یہ کہہ کر وہ اپنے بچے کے ساتھ پٹ کر لیٹ گئی۔ کیٹی کو بے چاری دکھیا ماں کی ہلکی ہلکی سسکیاں بھرنے کی آواز آ رہی تھی۔ کیٹی چاروں طرف چوکنی ہو کر تک رہی تھی۔ اسے خوب معلوم تھا کہ اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی بھی بُو آتی ہے اور سانپ اس بُو کو محسوس کرتے ہی کیٹی کے سامنے غلام بن جائے گا۔ مگر اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ناگ، شیش ناگ کے عتاب میں آیا ہوا ہے اور ایک غلطی کرنے کی وجہ سے شیش ناگ نے دنیا کے سارے سانپوں کو حکم دے رکھا ہے کہ ناگ کا کوئی حکم نہ مانیں۔ اس کا احترام ویسا ہی کریں مگر وہ کوئی حکم دے تو اس پر عمل نہ کریں۔ اس لیے کیٹی سوچ رہی تھی کہ وہ سانپ کو ہلاک ہی کر ڈالے گی۔ اس مقصد کے لیے اس نے ایک لاٹھی لے کر شام ہی سے اپنی چارپائی کے پاس رکھ لی تھی۔

جب رات آدھی سے زیادہ گذر گئی اور چاروں طرف خوب اندھیرا چھا گیا اور گہری خاموشی چھا گئی۔ تو وہاں سے تھوڑی دور جنگل میں چھپے ہوئے سپیرے نے پٹاری میں سے سخت زہریلے کالے سانپ کو نکال کر یتیم بچے کی قمیض کا ٹکڑا تین بار سنگھایا اور اسے چھوڑ دیا۔

سانپ نے اندھیرے میں ادھر کو رینگنا شروع کر دیا

جدھر سے یتیم بچے کے جسم کی بُو آ رہی تھی۔ سپیرا کچھ فاصلہ ڈال کر سانپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ وہاں سے کوئی ایک فرلانگ کے فاصلے پر اس بیوہ عورت کا گھر تھا جس کے صحن میں کیٹی چارپائی پر اندھیرے میں بیٹھی سانپ کا انتظار کر رہی تھی۔

سانپ جھاڑیوں، کھائیوں، میدان اور کھیتوں میں سے گذرتا بستی میں داخل ہو گیا۔ سنگ دل سپیرا اس کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ اس کی نگاہیں اپنے سخت زہریلے سانپ پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ بین نہیں بجا رہا تھا۔ اس وقت بین بجانے کی ضرورت نہیں تھی۔ بین بجانے سے سانپ کی توجہ دوسری طرف ہٹ جاتی تھی۔ کیٹی بھی صحن میں آنکھیں کھولے بیٹھی تھی۔ اسے بھی سانپ کا انتظار تھا۔

کیٹی وہاں سے اُٹھ کر دوسری طرف جا کر چھپ جانا چاہتی تھی مگر بچے کی ماں اسے اپنے سے دُور نہیں ہونے دے رہی تھی۔ اس وجہ سے کیٹی کو وہیں بیٹھنا پڑ رہا تھا۔ بچہ تو سو گیا تھا مگر اس کی ماں جاگ رہی تھی اور دل میں خدا سے اپنے بچے کی زندگی کی دعائیں مانگ رہی تھی۔

اچانک کیٹی نے فضا میں سانپ کی دھیمی سی بُو محسوس کی۔ وہ ہوشیار ہو گئی۔ سانپ آ رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسری طرف سانپ نے بھی ہوا میں ناگ دیوتا کی بڑی سی بُو محسوس کی۔ وہ وہیں ٹھٹھک گیا۔ چاروں طرف منہ اٹھا کر دیکھا، پھر سانس اندر کھینچ کر سونگھا۔ ناگ دیوتا کی بُو برابر آ رہی تھی۔ سانپ پھر آگے بڑھنے لگا۔ سپیرا اسی طرح اندھیرے میں اپنی لال لال آنکھوں سے گھورتا سانپ کے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ سپیرے کو فضا میں ناگ دیوتا کی بُو نہیں آئی تھی۔ یہ بُو صرف سانپ ہی محسوس کر سکتا تھا۔

سانپ بیوہ عورت کے مکان کے کچھ فاصلے پر آ کر رک گیا اور اسی جگہ پھن اٹھا کر جھولنے لگا۔ وہ ناگ دیوتا کی خوشبو کو سلام کر رہا تھا اور آگے نہیں جا رہا تھا۔ سپیرا پریشان ہو گیا کہ یہ سانپ آگے کیوں نہیں بڑھتا۔ یہ سپیرے کی بہت بڑی شکست تھی۔ اگر اس نے گاؤں والوں کو یہ انتقام کا تماشا نہ دکھایا تو پھر وہاں کوئی اس سے نہیں ڈرے گا۔ اور جب بستی کے لوگ اس سے ڈریں گے نہیں تو کوئی اس کی عزت بھی نہیں کرے گا۔ لوگوں پر اپنا رعب بٹھانے کے لیے ضروری تھا کہ اس کا سانپ بیوہ عورت کے بچے کو جا کر ڈسے اور اسے موقع پر ہی ہلاک کر دے تا کہ پھر کوئی آدمی سپیرے کو بھیک دینے سے انکار کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ لیکن سانپ وہیں پھن اٹھائے جھوم رہا تھا۔

سپیرا سوچنے لگا کہ سانپ آگے کیوں نہیں بڑھ رہا۔ سانپ کے آگے نہ بڑھنے کی سب سے بڑی وجہ یہی ہوتی ہے کہ سامنے آگے کہیں نیولے کی بُو آ رہی ہو۔ کیوں کہ نیولا سانپ کا ازلی دشمن ہے اور سانپ نیولے سے بہت ڈرتا ہے۔ سپیروں کو یہ معلوم ہوتا ہے اور سپیروں کے پاس اس کا توڑ بھی ہوتا ہے۔ سپیرے نے اپنی جیب میں سے ایک گیدڑ سنگھی نکالی اور آگے بڑھ کر اسے سانپ کے سامنے ڈال دیا۔ سانپ نے زور سے اسے ڈس دیا۔ ڈسنے سے گیدڑ سنگھی کا جو ایک سخت پتھر ہوتا ہے کیا بگڑتا تھا لیکن سانپ کے منہ میں گیدڑ سنگھی کی تیز بُو چلی گئی جس نے اس کی سونگھنے کی قوت کو خاص وقت تک کے لیے ضائع کر دیا۔ اب سانپ کو ناگ دیوتا کی بُو نہیں آ رہی تھی۔ اس کو صرف گیدڑ سنگھی کی بُو ہی آتی تھی۔ سانپ نے آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاش کو جلنے دو

کیپٹن کی آنکھیں صحن کے بند دروازے پر لگی تھیں۔

دیا جل رہا تھا اور اس کی روشنی صحن کے کچے فرش پر پڑ رہی تھی۔ بیوہ ماں جاگ رہی تھی۔ اس کا سویا ہوا بیٹا اس کے پہلو میں لیٹا تھا۔ کیپٹن کو سانپ کی بُو آنے لگی۔ اچانک اس نے دیکھا کہ ایک کالا سیاہ سانپ صحن کی کچی دیوار پر رینگتا ہوا نیچے اُتر رہا ہے۔ وہ کافی لمبا سانپ تھا کیپٹن بوکھلا گئی۔ اس نے عورت کو سانپ کے بارے میں کچھ نہ بتایا مگر اسے معلوم تھا کہ تھوڑی دیر میں اسے سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ سانپ دیوار سے اُتر آیا تھا۔

کیپٹن حیران تھی کہ اس سانپ کو ناگ دیوتا کی وہ بُو کیوں محسوس نہیں ہو رہی جو اس کے جسم سے مدھم مدھم نکل رہی ہے۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے قریب آ کر سانپ اس کے آگے سر جھکا دے۔ سانپ بچے کی طرف پھن پھیلاتا رینگتا بچے کی طرف آ رہا تھا۔

چارپائی پر سے آ رہی تھی۔

سانپ نے چارپائی کے پاس آ کر اچانک اپنا پھن پھیلا لیا اور زور سے پھنکار ماری۔ اس کی پھنکار کی آواز سن کر بے چاری بیوہ عورت چیخ مار کر اُٹھ بیٹھی اور اس نے اپنے بیٹے کو سینے سے لگا لیا۔ لڑکے کی بھی آنکھ کھل گئی اور وہ اپنے سامنے سانپ کو دیکھ کر رونے لگا۔ اس پاس کے مکانوں میں کچھ لوگ جاگ پڑے تھے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ سانپ اپنے مالک کا بدلہ لینے آ گیا ہے۔ وہ سانپ اور سپیرے کے معاملات میں دخل دے کر اپنی جان نہیں گنوانا چاہتے تھے۔ اب وہ جاگ اٹھے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ سانپ بچے کو ڈس لے۔ وہ چلا جائے۔ بچہ مر جائے تو پھر وہ بیوہ عورت کے گھر میں جا کر اس کے ساتھ بچے کی موت کا افسوس کریں۔

یہ بڑے جاہل اور وہم پرست لوگ تھے اور سانپوں اور سپیروں کو دیوتا سمجھتے تھے اور ان سے ڈرتے تھے۔

کیپٹن نے اب یہ بات صاف محسوس کر لی تھی کہ سانپ کو ناگ دیوتا کی بُو نہیں آ رہی ہے اور وہ بچے کو ڈسنے کی تیاری کر رہا ہے اور ہر طرف سے بے فکر ہے۔ بند دروازے کے سوراخ میں سے سپیرا بھی یہ سارا ماجرہ دیکھ رہا تھا۔ وہ چاہتا

تھا کہ سانپ جلدی سے بچے کو ڈس کر اس کے پاس واپس آ جائے۔

کیٹی اچھل کر بچے کی چارپائی پر آ گئی۔

سانپ ایک قدم جلیبی کی طرح گھومتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ گیدڑ سنگھی سونگھانے کی وجہ سے اسے کیٹی کے جسم سے ناگ دیوتا کی معمولی سی بو بھی نہیں آ رہی تھی۔ وہ تو اپنے شکار کے درمیان ایک عورت کو آتا دیکھ کر سخت غصے میں آ کر پھنکارنے لگا تھا۔ باہر دروازے سے لگا پیرا بھی کھول رہا تھا کہ یہ کون عورت ہے جو بچے کے آگے آ کر بچانے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس نے اپنے منہ سے ہلکی سی سانپ کی سیٹی کی آواز نکالی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اے سانپ! اس عورت اور بچے۔ دونوں کو ڈس کر ہلاک کر ڈال۔

سانپ سیٹی کی آواز سنتے ہی کیٹی پر لپکا۔ اس نے اپنا پھن اٹھا کر کیٹی کے ہاتھ پر ڈس دیا۔ اس کے ساتھ ہی کیٹی نے سانپ کو گردن سے پکڑ لیا اور چارپائی سے اٹھ کر فرش پر کھڑی ہو گئی۔ سانپ کے زہر کا تو کیٹی پر کوئی اثر نہ ہوا مگر سانپ کی گردن کیٹی کے قابو میں آ گئی تھی۔ اس کا سانس رکنے لگا۔

پیرے کا خیال تھا کہ سانپ نے عورت کو ڈس لیا ہے۔

اگرچہ اس نے بھی سانپ کو گردن سے پکڑ رکھا ہے مگر وہ بہت جلد زمین پر گر کر مر جائے گی اور سانپ آزاد ہو کر دوسری بار بچے پر حملہ کرے گا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ ایک منٹ۔ دو منٹ گذر گئے۔ بیوہ عورت دوسری چارپائی پر اپنے بچے کو لے کر چلی گئی۔ اور پھر وہاں سے بھاگ کر مکان کی کوٹھڑی میں گھس گئی۔ بچے کو تخت پر ڈال کر کوٹھڑی کا دروازہ بند کر کے کنڈی لگائی اور اس کے سوراخ میں سے باہر صحن میں دیکھنے لگی۔

اس کے بچے کی جان بچ گئی تھی مگر اسے افسوس ہو رہا تھا کہ مہمان عورت کو سانپ نے ڈس لیا تھا اور اب وہ نہیں بچ سکتی تھی۔ پیرا بھی کیٹی کی موت کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ مگر کیٹی نے خود مرنے کی بجائے سانپ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور اسے پاؤں تلے کچل ڈالا۔ پیرے کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

یہ سانپ اس پیرے کا سب سے زیادہ قیمتی اور زہریلا سانپ تھا۔ جس کے پاس یہ سانپ ہو اس کی عمر لمبی ہو جاتی تھی۔ لیکن افسوس کہ دوسروں کی عمر لمبی کرنے والا سانپ اپنی عمر نہ بڑھا سکا اور کیٹی کے ہاتھوں مارا گیا۔ پیرے کی چیخ کی آواز کیٹی نے بھی سنی اور آگے بڑھ کر دروازہ کھول ڈالا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیرا اپنے ڈیرے کی طرف بھاگ رہا تھا۔

کیٹی نے جلدی سے اس عورت کی کوٹھڑی کی طرف دیکھ کر کہا "تمہارے بچے کو اب کوئی سانپ نہیں ڈسے گا۔ میں پیرے کے پیچھے جا رہی ہوں کہ یہ کوئی دوسرا سانپ نہ ادھر بھیج دے۔"

بچے کی ماں بند دروازے کے پیچھے سے سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

کیٹی پیرے کے پیچھے بھاگی۔ پیرا جنگل کی طرف جا رہا تھا۔ وہ سمجھا تھا کہ رات کا اندھیرا اسے اپنی سیاہ چادر میں چھپا دے گا اور کیٹی اسے نہ دیکھ سکے گی مگر کیٹی اندھیرے میں بھی اسے بھاگتے دیکھ رہی تھی۔ پیرا اتنا جان گیا تھا کہ جس عورت پر اس کے سب سے زہریلے سانپ کے زہر کا اثر نہیں ہوا، وہ کوئی زبردست طاقت والی عورت ہے۔

آگے نہر آ گئی۔ پیرا نہر میں کود گیا۔ کیٹی نے بھی اس کے پیچھے چھلانگ لگا دی۔ پیرے نے اندھیرے میں کیٹی کو اپنے پیچھے نہر میں کودتے دیکھا تو جلدی جلدی تیر کر نہر پار کر گیا۔ کیٹی بھی اس کے تعاقب میں تھی۔ پیرے کا ڈیرا نہر پار ایک پرانے اور اُجڑے ہوئے مندر کی ایک کوٹھڑی میں تھا۔

اس قسم کے پیرے ایسی ہی ویران جگہوں پر اپنے

ڈیرے بنایا کرتے ہیں۔ کیٹی برابر پیرے کے پیچھے جا رہی تھی۔ وہ شکستہ ویران مندر کی کوٹھڑی میں داخل ہو گیا اور اس نے مٹی کے ایک مرتبان کو دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور اس پر منتر پڑھ کر پھونکنے لگا۔

پھر اس نے مرتبان کو کوٹھڑی سے باہر لا کر اس طرف پھینک دیا جدھر سے کیٹی چلی آ رہی تھی۔ مرتبان ٹوٹ گیا اور اس کے اندر سے ایک سُرخ بالشت بھر کا نہایت زہریلا سانپ باہر نکل آیا جس کے منہ سے سانس کے ساتھ ہلکی ہلکی آگ نکل رہی تھی۔

اسے دیکھ کر کیٹی وہیں رُک گئی۔ سُرخ سانپ پھنکارتا ہوا کیٹی کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اسے ناگ دیوتا کی خوشبو آنے لگی۔ وہ اس جگہ پر رُک گیا اور اس نے کیٹی کے آگے اپنا سر نیچے کر کے زمین کے ساتھ لگا دیا۔

کیٹی نے آگے بڑھ کر سانپ کو پکڑا اور پیرے کی کوٹھڑی کے باہر آ کر بولی:

"اے خونی پیرے! میں جانتی ہوں تم اب تک کئی انسانوں سے بدلے لے چکے ہو اور انہیں سانپ ڈسوا کر ہلاک کر چکے ہو۔ مگر اب یہ سرخ سانپ تمہیں ڈسنے کے لیے بالکل تیار ہے۔ باہر نکل آؤ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیرے نے یہ آواز سنی تو پہلے تو خوف سے سہم گئی۔ اس نے دروازے کی درز میں سے دیکھا کہ کیٹی سرخ سانپ ہاتھ میں پکڑے دروازے کے آگے کھڑی ہے اور ستاروں کی دھیمی روشنی میں سرخ سانپ کے سانس کے ساتھ آگ کی چنگاریاں نکل رہی ہیں۔ پیرے نے کیٹی پر آخری حملہ کرنے کا فیصلہ کیا اور کوٹھڑی کے کونے میں ایک مٹی کے ٹب میں رکھی ہوئی خطرناک دو مونہی کو سوئی سے اوپر اٹھایا اور اسے بند دروازے کے نیچے سے باہر پھینک دیا۔

دو مونہی سانپ ہی کی ایک قسم ہوتی ہے۔ اس کے دو مونہہ ہوتے ہیں۔ اس کے ڈسنے سے انسان کی موت واقع نہیں ہوتی لیکن وہ بے ہوش ہو جاتا ہے اور اس کا نچلا دھڑ بے حس ہو جاتا ہے۔ اندھیرے میں کیٹی کا منہ دروازے کے اوپر کی طرف تھا۔ اس کی نظر دو مونہی پر نہ پڑ سکی جو اس کی طرف آہستہ آہستہ رینگ رہی تھی۔

اچانک اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سرخ سانپ نے ایک بھیانک پھنکار ماری۔ کیٹی آخر ناگ یا جن نہیں تھی۔ سانپ کی بھیانک پھنکار سے ڈر کر اسے ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ سرخ سانپ نے اپنی زبان میں کہا کہ خبردار!

دشمن آ رہا ہے۔ مگر کیٹی اب سانپ کی زبان نہیں سمجھ سکتی تھی۔ کیونکہ وہ خود ناگن نہیں رہی تھی۔ سرخ سانپ دو مونہی کی طرف بڑھا مگر اس عرصے میں دو مونہی نے کیٹی کے پاؤں سے ذرا اوپر ڈس دیا۔

کیٹی کو اپنے خون میں گرمی محسوس ہوئی۔ اس نے جھک کر دیکھا۔ ایک دو مونہی اپنی جگہ پر گول دائرے کی شکل میں رینگ رہی تھی۔ دو مونہی سانپ نہیں تھی۔ ورنہ کیٹی کو کبھی نہ ڈستی۔ پیرا کوٹھڑی کے اندر سے تک رہا تھا۔

کیٹی نے دو مونہی کو اپنے پاؤں سے کچل دیا۔ سرخ سانپ حیران تھا کہ کیٹی نے اس کی آواز کیوں نہیں سنی۔ وہ ایک طرف جھاڑیوں میں جا کر چھپ گیا۔ کیٹی کو اچانک اپنے دونوں پاؤں بھاری بھاری محسوس ہوئے۔ وہ جنگل کے درختوں کی طرف دوڑی۔ وہ بڑی مشکل کے ساتھ اور بڑا زور لگا کر درختوں کے پاس پہنچی اور اب اس کے نچلے دھڑ نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ اس کی دونوں ٹانگوں میں سے جیسے جان نکل گئی تھی۔ وہ دھڑام سے نیچے زمین پر گر پڑی۔

پیرا کچھ دور ایک درخت کے پیچھے چھپا اسی لمحے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب اس نے کیٹی کو گرتے دیکھا تو ایک قہقہہ لگا کر کیٹی کے سامنے آگیا اور غصے سے بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اے عورت! تُو نے میرے سب سے قیمتی سانپ
کو ہلاک کر دیا۔ تُو نے گاؤں میں ہم سپیروں کی
عزت کو خاک میں ملا دیا۔ اب میں تم سے
اس نقصان اور اس بے عزتی کا بدلہ لوں گا۔ اب
تُو میرے قبضے میں ہے:"

سپیرے نے آگے بڑھ کر کیٹی کو اٹھانا چاہا تو کیٹی نے
اپنا ہاتھ اٹھا کر اسے اپنا طاقت ور مکا مار کر ختم کر دے
لیکن نچلے دھڑ نے بے حس ہو کر اس کے بازوؤں سے بھی
آدھی طاقت کو چھین لیا تھا۔ کیٹی اب بے بس ہو گئی تھی
اس کی آنکھیں غنودگی کی وجہ سے بند ہونے لگیں۔ یہ دو مونہی
کے زہر کا اثر تھا کہ اس کی جان تو نہیں نکل سکتی تھی لیکن
اس پر زہر کا بڑا خطرناک اثر ہو رہا تھا۔

سپیرے نے کیٹی کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور پرانے
کھنڈر والی اپنی کوٹھڑی میں لا کر بند کر دیا۔ اس نے کوٹھڑی
میں ایک دیا روشن کر دیا۔ کیٹی کے دونوں ہاتھ رسی میں جکڑ
کر زمین میں گڑے ہوئے کھونٹے کے ساتھ باندھ دیئے اور
ایک مرتبان کو لے کر کیٹی کے سامنے بیٹھ گیا۔ کیٹی کو کچھ
کچھ ہوش تھا اور وہ ادھ کھلی آنکھوں سے سپیرے کے
سیاہ چہرے اور سرخ آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔ وہ کہنے لگا:

"میرا سرخ سانپ بھی فرار ہو گیا ہے۔ میں سمجھ گیا
ہوں کہ سانپ تجھ سے ڈرتے ہیں۔ تجھے کچھ نہیں
کہتے۔ اس کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے
تم کسی بہت بڑے سپیرے کی بیٹی ہو۔ اس لیے
میں سانپ تیرے آگے نہیں لگاؤں گا۔ اس مرتبان
میں ایک سیاہ بچھو بند ہے۔ جس کے زہر میں یہ اثر
ہے کہ تو آہستہ آہستہ مرے گی۔ میں ہر روز رات کو
آ کر تجھے اس بچھو سے ڈسوایا کروں گا۔ تیرا نچلا
دھڑ پہلے ہی بے حس ہو چکا ہے۔ یہ بچھو اپنے
زہر سے تمہارے اوپر والے دھڑ کو بھی بے حس کر
دے گا۔ پھر تو مر جائے گی اور میں تیرے جسم کے
ٹکڑے کر کے چیل کوؤں کو کھلا دوں گا۔"

سپیرے نے لکڑی کے چمٹے سے بچھو کو پکڑ کر اسے کیٹی
کے بازو کے ساتھ اس طرح لگا دیا کہ بچھو نے اس کے بازو
پر ڈس دیا۔ کیٹی کے منہ سے درد کے مارے ایک چیخ نکل
گئی اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ سپیرے نے بچھو کو پکڑ کر
دوبارہ مرتبان میں بند کر دیا اور اسے کونے میں رکھ کر کوٹھڑی
میں سے نکل گیا۔ کوٹھڑی کو اس نے باہر سے تالا لگا دیا
اور خود اس کے سامنے والی ایک جھونپڑی میں ٹھیا میں جا کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چارپائی پر لیٹ گیا۔

اب ذرا ماریا کی طرف چل کر اس کا حال دیکھتے ہیں کہ وہ کس حالت میں ہے۔

ہم اسے دریا میں ایک خالی کشتی میں سفر کرتا چھوڑ آئے تھے۔ وہ اسی طرح دریا میں بہتی چلی جا رہی تھی۔ رات گزر گئی دن نکل آیا۔ اسے کیٹی سے بچھڑنے کا بہت افسوس تھا۔ اس نے کیٹی کو منع بھی کیا تھا کہ وہ غار کے اندر مت جائے مگر وہ نہ مانی اور اپنی نادانی سے خدا جانے کہاں اور کس مصیبت میں پھنس چکی ہے۔

ماریا کے دماغ میں اسی قسم کے خیالات چکر لگا رہے تھے اور کشتی اپنے آپ دریا کی لہروں پر بہی چلی جا رہی تھی۔ اسے عنبر اور ناگ کا بھی خیال آ رہا تھا۔ ان دونوں سے بچھڑے بھی ایک عرصہ گزر گیا تھا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کس حال میں ہیں۔ جنگل کی بزرگ شخصیت نے صرف اتنا ہی بتایا تھا کہ وہ عراق اور شام کی سرزمین میں ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ماریا کیٹی کو ساتھ لے کر ان علاقوں کی طرف جانا چاہتی تھی۔

کیٹی اس سے بچھڑ گئی تھی اور اب وہ اکیلی ہی سمندر کی طرف چلی جا رہی تھی۔ وہ سارا دن بھی دریا میں سفر کرتے

گزر گیا۔ اس روز شام سے کچھ پہلے ماریا کی کشتی ایک جنگل کے قریب سے گزری تو ماریا نے دیکھا کہ ساحل پر تین آدمی کھڑے ہیں جو کشتی کی طرف دیکھ کر اشارہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے دریا میں ایک خالی کشتی کو جاتے دیکھا تو اسے کنارے پر لانے کی ترکیب سوچنے لگے۔

یہ تینوں سندھ کے علاقے کے بڑے مشہور ڈاکو تھے۔ اور اس وقت وہ دریا پار ایک گاؤں کے بہت بڑے زمیندار کے لڑکے کو قتل کرنے جا رہے تھے۔ کیونکہ زمیندار نے ان ڈاکوؤں کو گرفتار کروانے کے لیے راجہ کے محل میں فریاد کی تھی اور راجہ نے جنگل میں اپنے سپاہی بھیج کر ڈاکوؤں کے اس گروہ کے چار آدمیوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ یہ تین ڈاکو جن میں ایک سردار سندھن بھی تھا جان بچا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اب یہ اس زمیندار کے بیٹے کو قتل کر کے اس سے اپنے ساتھیوں کے خون کا بدلہ اتارنا چاہتے تھے۔

سردار سندھن ڈاکو نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"یہ کشتی خالی ہے۔ اسے کنارے پر کھینچ لو۔"

ایک ڈاکو نے دریا میں چھلانگ لگا دی اور کشتی کو کھینچ کر کنارے کی طرف لانے لگا۔ ماریا سمجھی کہ یہ مسافر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور دریا پار کرنا چاہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے باقی دو مسافر تیرنا نہ آتا ہو۔ اس لیے ان کی مدد کرنی چاہیے۔ ماریا نے کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کی اور ڈاکو کو کشتی کنارے سے دور لے جانے دی۔

کشتی دریا کنارے رکی تو باقی دو ڈاکو بھی اس میں سوار ہو گئے۔ ان کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔ سروں پر کالے رنگ کے بندھے تھے اور وہ شکل و صورت سے ماریا کو بڑے خونی قسم کے آدمی لگے۔

ڈاکوؤں کے سردار سندھن ڈاکو نے چمکتا ہوا خنجر نکال کر اپنے ایک ساتھی کو دیتے ہوئے۔ قدیم سندھی زبان میں کہا "دیتو! یہ کام تم کرو گے"

"جو حکم سائیں" دیتو ڈاکو نے خنجر لے کر چومتے ہوئے کہا

ماریا کا ماتھا ٹھنکا۔ یہ لوگ تو کسی کو قتل کرنے جا رہے تھے۔ اب ماریا نے اس شخص کی جان بچانے کا فیصلہ کر لیا جس کو یہ قتل کرنے جا رہے تھے۔ وہ خاموشی سے کشتی کے ایک طرف بیٹھی ان تینوں قاتل ڈاکوؤں کی باتیں سننے لگی۔ کشتی کو دریا کے دوسرے کنارے کی طرف لے جایا جا رہا تھا۔ ان کی باتوں سے ماریا کو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ وہ دریا پار کسی زمیندار کے بیٹے کو ہلاک کرنے جا رہے ہیں۔

ماریا نے ان کی باتوں میں کوئی دخل نہ دیا۔ ڈاکوؤں کو تو پتہ چل ہی نہیں سکتا تھا کہ ان کے درمیان ایک ایسی لڑکی بھی بیٹھی ان کی گفتگو سن رہی ہے جس کو وہ دیکھ نہیں سکتے۔

اندھیرا بڑھ رہا تھا۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ دریا پار کشتی سے اتر کر انہوں نے کشتی کو کنارے پر کھینچا اور جھاڑیوں میں ایک طرف چھپا دیا۔ وہ اسی کشتی پر واپس بھی جانا چاہتے تھے۔ ماریا ابھی تک کشتی میں ہی بیٹھی تھی۔ جب ڈاکو اندھیرا ہو جانے پر جنگل کی طرف بڑھے تو ماریا بھی ان کے ساتھ ساتھ چل پڑی۔

جنگل میں درخت اتنے زیادہ نہیں تھے۔ جنگل ختم ہوا تو آگے کھیت شروع ہو گئے۔ ان کھیتوں میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ دور ایک بستی آباد تھی جس کے باہر کھیتوں کے کنارے پر ایک ٹیلے پر حویلی کھڑی تھی۔ اس حویلی کے دروازے پر مشعل روشن تھی۔ اس زمانے میں یہاں ہندوستان کے بھی لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔

تینوں ڈاکو حویلی کے عقب میں یعنی اس کے پچھواڑے آ گئے۔ حویلی کے آگے تو ایک پگڑی والا آدمی پہرہ دے رہا تھا مگر حویلی کے پیچھے کوئی آدمی نہیں تھا۔ سندھن ڈاکو اب اپنے ساتھیوں سے اشاروں میں بات کر رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حویلی کی پچھلی دیوار کے پاس جا کر رُک گئے۔ سندھی ڈاکو نے اپنے ایک ساتھی کو اوپر کمند پھینکنے کا اشارہ کیا۔ ڈاکو نے اپنے تھیلے میں سے ایک رسی نکالی جس کے آگے لوہے کا آنکڑا لگا ہوا تھا۔ اس نے رسی کو گھما کر اوپر چھت پر پھینک دیا۔ لوہے کا آنکڑا ہلکی سی آواز کے ساتھ چھت کی منڈیر کے ساتھ جا کر اٹک گیا۔ ڈاکو اس رسی کے ذریعے اوپر چڑھنے لگے۔

ماریا ان سے پہلے چھت پر اچھل کر آ گئی۔ چھت پر سے ایک زینہ نیچے حویلی کے صحن میں جاتا تھا۔ ماریا اس زینے پر سے پھسلتی ہوئی نیچے صحن میں آ گئی۔ اس زمانے میں لوگ راتوں کو آج کی طرح زیادہ دیر تک نہیں جاگا کرتے تھے۔ ویسے بھی اس زمانے میں نہ ریڈیو تھا نہ ٹیلیویژن اور نہ وی سی آر تھے۔ لوگ کھانا کھانے کے تھوڑی دیر بعد ہی سو جاتے تھے۔

اس وقت بھی حویلی کے صحن میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ صحن کے تین جانب برآمدہ بنا ہوا تھا۔ برآمدے میں ساتھ ساتھ کوٹھڑیاں تھیں جو بند تھیں۔ ایک کوٹھڑی میں روشنی ہو رہی تھی۔ ماریا بند دروازے میں سے گزر کر اندر چلی گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ایک کافی کشادہ کمرہ ہے۔ جس کے کونے میں

ایک [illegible] لگی ہے۔ چارپائیوں پر رنگ دار کھیس بچھے ہیں ان پر دو عورتیں، ایک ادھیڑ عمر کا مرد اور ایک دس برس کا نوجوان لڑکا سو رہے ہیں۔ [illegible] کے پاؤں میں ایک دیا جل رہا تھا۔

یہی وہ لڑکا تھا جس کو قتل کرنے سندھی ڈاکو اور اس کے ساتھی آ رہے تھے۔ لڑکا بھولا بھالا اور معصوم تھا۔ وہ اپنے گھر والوں کے درمیان میٹھی نیند کے مزے لے رہا تھا۔ ماریا نے سوچا کیوں نہ ان لوگوں تک پہنچنے سے پہلے ہی ڈاکوؤں سے نمٹ لیا جائے۔ وہ کمرے سے باہر آ گئی۔ ڈاکو اس وقت سیڑھیاں اتر چکے تھے۔ سندھی ڈاکو آگے کھڑا تھا۔ اس نے ایک جگہ رک کر اپنے ایک ساتھی ڈاکو کو خنجر دیا اور کوٹھڑی کی طرف جہاں روشنی ہو رہی تھی جانے کا اشارہ کیا۔

وہ خود خنجر لے کر سیڑھیوں کے پاس اندھیرے میں چھپ کر بیٹھ گئے کہ اگر گھر والے [illegible] کریں تو وہ ان پر خنجر سے ٹوٹ پڑیں۔

ڈاکو خنجر لیے کوٹھڑی کے دروازے کی طرف بڑھا [illegible] کے بالکل سامنے دروازے سے آ کر کھڑی ہو گئی [illegible] اس کے قریب آیا [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے منہ پر اتنی مضبوطی سے رکھ دیا کہ وہ منہ نہیں کھول سکتا تھا۔ ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے خنجر چھین کر اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس کی نوک ڈاکو کی گردن پر رکھ دی اور کہا:

"میں موہنجو ڈرو کی چڑیل ہوں۔ یہاں سے اس طرح بھاگو کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھنا۔ نہیں تو میں اسی خنجر سے تیری گردن کاٹ دوں گی۔"

ڈاکو کی آنکھیں دہشت کے مارے پھیل گئیں۔ اس کا جسم ماریا کے شکنجے میں آ کر تھرتھرانے لگا تھا۔ ماریا نے اس کے منہ سے ہاتھ اٹھا لیا اور آہستہ سے کہا:

"اب جنگل کی طرف بھاگ جا۔ خبردار یہاں واپس نہ آنا۔ نہیں تو تیری خیر نہیں۔ بھاگ۔ بھاگ۔"

سندھی ڈاکو اور اس کے ساتھی سیڑھی کے پاس اندھیرے میں بیٹھے دیکھ رہے تھے کہ ان کا ساتھی دروازے کے پاس جا کر خاموش کھڑا ہو گیا ہے۔ وہ حیران تھے کہ یہ وہاں کھڑے ہو کر کیا کر رہا ہے؟ اتنے میں وہ پیچھے مڑ کر ایسا بھاگا کہ اس نے اپنے ساتھیوں سے نہ کوئی بات کی اور نہ مڑ کر دیکھا۔ وہ دہشت اور خوف کے مارے صحن کی دیوار پھاند کر جنگل کی طرف فرار ہو گیا۔

سندھی ڈاکو اٹھ کھڑا ہوا۔ "اس کو کیا ہو گیا ہے؟ یہ کہاں بھاگ گیا ہے؟"

اس نے سرگوشی میں اپنے ساتھی ڈاکو سے کہا اور بولا:
"شاید وہ خوف کھا گیا ہے۔ لے خنجر۔ اب تو جا۔"

دوسرا ڈاکو خنجر لے کر کوٹھڑی کے دروازے کی طرف بڑھا۔ سندھی ڈاکو اندھیرے میں اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔ یہ ڈاکو بھی پہلے ڈاکو کی طرح کوٹھڑی کے دروازے پر جا کر ایک دم رک گیا اور بت بن کر کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ بھی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ اٹھا اور صحن کی دیوار پھاند کر ایسا فرار ہوا کہ پیچھے بھی مڑ کر نہ دیکھا۔

سندھی ڈاکو ایک بہادر ڈاکو تھا۔ وہ توہمات کو نہیں مانتا تھا۔ اس نے اپنی کمر میں لٹکا ہوا خنجر نیام سے نکالا اور زمیندار کے بیٹے کو خود ہلاک کرنے کے لیے کوٹھڑی کی طرف بڑھا۔ ماریا اسی جگہ کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ ڈاکو سندھی نے دور ہی سے دونوں پاؤں جوڑ کر دروازے پر ایسی چھلانگ ماری کہ دروازہ دھڑام سے ٹوٹ گیا۔ وہ اندر چارپائی پر جا گرا۔

گھر والے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے۔ ماریا بھی سندھی ڈاکو کو قابو نہ کر سکی۔ وہ بھی اچھل کر اندر چلی گئی۔ اس وقت سندھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈاکو نے دس سالہ معصوم صورت لڑکے کی گردن کو دبوچ
تھا اور اس پر خنجر سے وار کرنے ہی والا تھا کہ ماریا
اچھل کر اس کے منہ پر ایسی لات ماری کہ وہ پیچھے کی
طرف گرا اور خنجر اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ ایسی فلائنگ
کک ماریا نے پہلے بہت کم ماری تھی۔ اس میں اتنی طاقت
تھی کہ سیدھی ڈاکو کی گردن کی ہڈی دو جگہوں سے ٹوٹ گئی
اور اس کا منہ پیچھے کی طرف مڑ گیا تھا۔

زمیندار، اس کی بیوی اور بیٹی اور بیٹا خوف زدہ ہو کر
ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ یہ پلک جھپکنے میں ہو
گیا تھا۔ پھر ماں نے چیخ مار کر اپنے بچے کو اپنے گلے سے
لگا لیا۔ باپ اور بہن بھی لڑکے کو پیار کرنے لگے۔ اب ساری
بات ان کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ ڈاکو اس کے بیٹے کا خون کرنے
آیا تھا کہ مورتی کی دیوی نے اسے بچا لیا۔

وہ سارے مورتی کے آگے سجدے میں گر گئے۔

ماریا کو ان پر بڑا غصہ آیا کہ بچایا اس نے ہے اور
سجدہ وہ مورتی کو کر رہے ہیں۔ وہ مورتی کے پاس جا کر کھڑی
ہو گئی اور بولی،

"تم بڑے نادان ہو۔ جس نے تمہارے بچے کی
جان بچائی ہے اس کے آگے سجدہ کرو۔ میرے

آگے کیوں جھکے ہوئے ہو؟ اٹھو یہاں سے نہیں
تو گرز مار کر سر توڑ دوں گی۔"

دیوی مورتی کی آواز سن کر سب گھر والے سہم کر
ایک طرف ہٹ گئے۔ اس سے پہلے انہوں نے کبھی مورتی
کی آواز نہیں سنی تھی۔ عورتیں تو ہاتھ باندھ کر زار و قطار رونے
لگیں۔ لڑکا اور اس کا باپ مورتی کے پاؤں پر گر پڑے:

"ماتا! تو نے ہمیں بچایا ہے۔ تو نے ہی ہماری مدد
کی ہے۔ ہم کیسے تجھے سجدہ نہ کریں؟"

ماریا نے جو مورتی کے پاس کھڑی تھی کہا:

"نادان بت پرستو! جس ملک میں اس وقت تم رہتے
ہو۔ اس ملک میں بہت جلد ایک نئے دین اسلام
کا سورج نکلنے والا ہے۔ پھر سارے بت اپنے چبوتروں
سے منہ کے بل گر پڑیں گے۔ تمہارے بعد کی آنے
والی نسلیں اسلام قبول کر لیں گی اور وہ بتوں کی نہیں
بلکہ ایک اور صرف ایک خدا کی عبادت کریں گی۔"

زمیندار اس کی بیوی، بچی اور لڑکا حیرت سے مورتی کی
طرف دیکھ رہے تھے۔ زمیندار نے کہا:

"ماتا! تو نے ہمیں بچایا ہے۔ ہم تیری پوجا کرتے
ہیں۔ ماتا دیوی! تو نے میرے بیٹے کی زندگی بچا لی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تیزی سے ہو رہے ہو۔"

ماریا نے سوچا کہ ابھی اس کی باتیں ان لوگوں کے ذہن میں نہیں آئیں گی۔ کیوں کہ ابھی محمد بن قاسم نے سندھ کی سرزمین پر قدم نہیں رکھا تھا۔ اس لیے ان سے وقت سے پہلے اس طرح کی باتیں کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا اس نے کہا:

"اچھا جاؤ جا کر سو جاؤ۔ اس ڈاکو کی لاش کو باہر باہر کھیت میں لے جا کر دفن کر دو۔ اب کوئی ڈاکو تمہارے بچے کو مارنے نہیں آئے گا۔"

وہ جاہل لوگ ایک بار پھر مورتی کے آگے سجدے میں گر گئے۔ ماریا اس کوٹھڑی کی دم گھٹنے والی فضا سے باہر نکل آئی۔ اس وقت رات آدھی گزر چکی ہو گی۔ مغرب کی طرف کچھ ستارے آسمان پر بڑی تیزی سے چمک رہے تھے۔ ان میں سے ایک قطبی ستارہ بھی تھا۔ اس کی چمک سے اندھیری رات میں دور تک درخت اور کھیت اور ان کے پیچھے والا ایک مندر دکھائی دے رہا تھا۔

ماریا واپس دریا پر آئی تو یہ دیکھ کر اس کی ہنسی نکل گئی کہ وہاں کوئی کشتی نہیں تھی۔ اس نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری تھی۔ جن ڈاکوؤں کو اس نے ڈرا کر بھگا دیا تھا

ان میں سے جو سب سے پہلے ڈر کر بھاگا وہ کشتی لے گیا تھا۔

ماریا کو کشتی کی اتنی زیادہ ضرورت بھی نہیں تھی۔ وہ تو کشتی میں اس لیے سفر کرتی آئی تھی کہ شاید کنارے کنارے کسی جگہ اسے کیپٹن کا کوئی سراغ مل جائے۔ دریا کا پاٹ ستاروں کی روشنی میں ہلکے ہلکے چمک رہا تھا۔ ماریا دریا کے کنارے پر چلنے لگی۔ وہ زمین سے ایک فٹ بلند ہو گئی اور پھر اس نے ہوا میں تیرنا شروع کر دیا۔ وہ بالکل سیدھی کھڑی ہو کر ہوا میں آگے ہی آگے بڑھ رہی تھی۔

دریا کا پاٹ اب چوڑا ہونے لگا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ سمندر قریب آ رہا تھا۔ ماریا کے پاؤں کے نیچے جنگلی جھاڑیوں کا اونچا نیچا ایک میدان تھا جو دریا کے کنارے کنارے دور تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ کہیں کہیں درختوں کے جھنڈ بھی تھے۔ دریا اتنا بڑا ہو گیا تھا کہ سمندر لگنے لگا تھا۔

ماریا فضا میں کافی بلندی پر چلی گئی۔ اس نے دیکھا کہ دریا ایک مقام پر سمندر میں گر رہا تھا۔ اور اس کے آگے سمندر ہی سمندر تھا۔ ماریا بڑی خوش ہوئی کہ آخر وہ سمندر کے کنارے پہنچ گئی تھی۔ اگرچہ کیپٹن سے بچھڑ جانے کا اسے غم تھا مگر اسے یقین تھا کہ کہیں نہ کہیں اس سے دوبارہ ملاقات

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو جائے گی۔ واپسی کے سفر میں ایسا کئی بار ہوا تھا کہ وہ کسی مقام پر بچھڑ گئے اور دوبارہ کسی دوسرے مقام پر آکر مل گئے

ماریا بڑی تیزی سے ہوا میں اُڑتی ہوئی سمندر کے کنارے مغرب کی طرف آ گئی۔ یہاں سے وہ سندھ کی تاریخی بندرگاہ دیبل کی طرف جانا چاہتی تھی کہ وہاں سے کسی بادبانی جہاز میں بیٹھ کر ملک عراق کی طرف نکل جائے۔ کیوں کہ سمندری راستوں سے وہ بے خبر تھی اور اکیلی ہوا میں سمندر کے اوپر اُڑ کر سفر کرنے میں خطرہ تھا کہ وہ راستہ نہ بھول جائے۔

ماریا نے دیکھا کہ ایک ویران مقام پر سمندر میں ایک بادبانی جہاز لنگر ڈالے کھڑا ہے۔

وہ دریا کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی کہ اس کی نظر ایک کشتی پر پڑی جس کو دو آدمی جنہوں نے سروں پر رومال باندھ رکھے تھے اور کانوں میں سمندری ڈاکوؤں ایسی تانبے کی بالیاں تھیں ایک کشتی میں بیٹھے ساحل کی طرف آتے دکھائی دیئے۔ ماریا ان کے اوپر آ گئی۔ کشتی میں ایک لاش بھی رکھی ہوئی تھی جس پر کپڑا پڑا تھا۔

شاید یہ لوگ لاش دفن کرنے جا رہے تھے۔ مگر سمندری ڈاکو لاشوں کو دفن نہیں کرتے بلکہ وہیں سمندر میں پھینک دیتے ہیں۔ پھر یہ ساحل پر لاش کو کس لیے لے جا رہے

تھے؟ کشتی کنارے پر کھڑی کر کے یہ دونوں آدمی جو شکل صورت سے واقعی سمندری قزاق معلوم ہو رہے تھے۔ لاش کو اٹھا کر ساحل پر ایک جگہ درختوں کے درمیان لے آئے اور اسے زمین پر رکھ دیا پھر انہوں نے اس پر خشک جھاڑیاں اور خشک لکڑیاں اکٹھی کر کے ڈالنی شروع کر دیں۔ جب لاش ساری کی ساری لکڑی کے ٹکڑوں اور جھاڑیوں سے ڈھک گئی تو ایک آدمی نے دو پتھروں کو رگڑ کر چنگاریاں پیدا کیں اور لاش کی چتا کو آگ لگا دی۔

ماریا نے یہی خیال کیا کہ یہ لوگ کسی وجہ سے لاش کو جلانا چاہتے ہوں گے اور اسی مقصد کے لیے وہ لاش کو لے کر خشکی پر آئے تھے۔ وہ لاش سے کچھ فاصلے پر کھڑی لکڑیوں کو آگ پکڑتے اور پھر ان کے اوپر اٹھتے شعلوں کو دیکھنے لگی۔

دونوں سمندری قزاق خاموش کھڑے بڑی دلچسپی سے لاش کے جلنے کا منظر دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک ذرا پکی عمر کا قزاق تھا۔ اس کے نوجوان ساتھی نے کہا

"سارنگ! اب واپس جہاز پر چلو۔ رنگولی کی لاش اپنے آپ جل کر راکھ ہو جائے گی۔"

سارنگ جو ذرا بوڑھا ڈاکو تھا بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"...آگ لاش تک پہنچ جانے دو۔ تم اس رنگولی کو نہیں جانتے۔ وہ ہم ڈاکوؤں کی سردار بھی تھی لیکن ایک بار افریقہ کے ساحل پر اس نے ایک افریقی جادوگر سے ایک تعویذ پانی میں گھول کر پی لیا تھا۔ اس تعویذ کی وجہ سے اس کے اندر ایک طاقت آ گئی تھی۔ آگ جب اس کی لاش تک پہنچے گی تو تعویذ کا اثر ضائع ہو جائے گا۔"

دوسرا ڈاکو بولا: "سارنگ! تم بوڑھے ہو کر وہمی ہو گئے ہو۔ میرا نام ٹھکر ہے۔ میں نے رنگولی کو ہلاک کر کے جہاز پر قبضہ کر لیا ہے۔ اب میں تم سب کا سردار ہوں۔ میں ان باتوں پر یقین نہیں رکھتا۔ اٹھو! ہمیں واپس اپنے جہاز پر چلنا ہو گا۔"

ٹھکر قزاق نے سارنگ کو ساتھ لیا اور کشتی کی طرف چل دیا۔

ماریا کو ان کی باتیں سن کر سارا معاملہ سمجھ میں آ گیا تھا۔ یہ کسی عورت رنگولی کی لاش تھی جو سمندری قزاقوں کی سردار تھی۔ ٹھکر نے بغاوت کر کے جہاز پر قبضہ کر لیا تھا اور اسے ہلاک کر ڈالا تھا۔ وہ سارنگ ہی کے

کہنے پر اس کی لاش کو وہاں جلانے کے لیے لایا تھا۔ مگر آگ کے لاش تک پہنچنے سے پہلے ہی وہاں سے چل دیا تھا۔ ماریا لاش کے پاس کھڑی رہی اور دہکتی چتا کی آگ کو تکنے لگی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ آگ جب لاش تک پہنچے گی تو کیا ہو گا؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رنگولی قزاق عورت

خشک لکڑیاں جل چکی تھیں۔

لاش کی چادر بھی جل گئی تھی۔ آگ اب رنگولی قزاق کی لاش تک پہنچ رہی تھی۔ ماریا کو وہاں سے چلے جانا چاہیے تھا۔ مگر وہ محض احمقانہ دلچسپی کی خاطر وہاں کھڑی رہی۔ لاش کے جسم پر نیلے رنگ کے ہوئے کپڑے تھے۔ اس کے بال کھلے تھے۔ ماریا نے دیکھا کہ رنگولی ایک عورت تھی جس کے چہرے پر زخم کا نشان تھا اور سینے میں خنجر کا گہرا زخم لگا ہوا تھا۔ اسی زخم نے اسے ہلاک کر ڈالا تھا۔

رنگولی قزاق کی لاش آگ پر بے حس پڑی تھی۔ ابھی تک اس کے جسم کو آگ نہیں لگی تھی۔ ماریا حیران تھی کہ لاش آگ کیوں نہیں پکڑ رہی؟ کیا یہ اس جادو کے تعویذ کا کرشمہ تو نہیں ہے جو بقول سارنگ قزاق کے رنگولی نے گھول کر پی لیا تھا؟

چتا کی لکڑیاں انگارے بن کر دہک رہی تھیں جن کی وجہ سے وہاں رات کے اندھیرے میں روشنی کا دائرہ سا بن گیا تھا۔ یہ عجیب و غریب لاش تھی جس پر ابھی تک آگ نے کوئی اثر نہیں کیا تھا۔ ماریا کے دل میں خیال آیا کہ یہ کوئی بڑی پُراسرار بات ہے۔ کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے اس لیے اسے وہاں سے چلے جانا چاہیے۔ وہ واپس مڑنے ہی لگی تھی کہ لاش میں حرکت پیدا ہوئی۔

ماریا کے قدم وہیں رُک گئے۔ رنگولی کی لاش کے دونوں بازو آہستہ آہستہ یوں اوپر کو اٹھے جیسے وہ کسی چیز کو پکڑنے کی کوشش کر رہی ہو۔ اس کی آنکھیں ابھی تک بند تھیں۔ ماریا کے دیکھتے دیکھتے رنگولی قزاق کی لاش چتا کے انگاروں پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اب اس کے حلق سے خرخر کی آواز آنے لگی۔ ماریا کی دلچسپی بڑھ گئی۔ وہ وہیں کھڑی رہی۔ یہ سوچ کر کہ لاش اس کا کیا بگاڑ لے گی۔ وہ تو اسے نظر بھی نہیں آ رہی۔

مگر یہ ماریا کا وہم تھا۔ رنگولی قزاق کی لاش نے ماریا کو دیکھ لیا تھا۔ یہ اس طلسمی تعویذ کا اثر تھا جو رنگولی نے ایک افریقی جادوگر سے لے کر پی لیا تھا۔ رنگولی کو کسی ایسی عورت ہی کی ضرورت تھی جو نظر نہ آ رہی ہو۔ جو ایک روح کی طرح ہو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اچانک لاش نے آنکھیں کھول دیں اور سر گھما کر جہاں ماریا کھڑی تھی اس طرف دیکھا۔ ماریا کو بہت جلد لاش کی آنکھوں کے انداز سے محسوس ہو گیا کہ لاش اسے دیکھ رہی ہے۔ وہ وہاں سے چلے جانے کے لیے ایک دم ہوا میں اچھلی ہی تھی کہ چتا کی آگ پر سے رنگولی کی لاش بھی اچھل کر ہوا میں بلند ہوئی اور ایک چڑیل کی طرح چیخ مار کر ماریا سے لپٹ گئی۔

ماریا کے حلق سے خوف کے مارے ایک چیخ بلند ہوئی اور پھر اسے کوئی ہوش نہ رہا۔۔ جب اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ رنگولی قزاق کے اندر جذب ہو چکی ہے اور رنگولی قزاق کی شکل میں زندہ ہو گئی ہے بلکہ رنگولی قزاق ماریا کی روح کو اپنے مردہ جسم میں جذب کر کے دوبارہ زندہ ہو گئی تھی، ماریا نے غور کیا۔ سوچا۔۔ اس کی ایک سوچ ماریا کی تھی جو بالکل الگ تھی اور ایک سوچ رنگولی قزاق کی تھی جو اس سے الگ تھلگ تھی۔ گویا رنگولی قزاق کے دماغ کے دو حصے ہو گئے تھے۔ ایک حصہ ماریا کی اپنی سوچ اور اپنی یادداشت کا تھا اور دوسرا حصہ رنگولی قزاق کا تھا۔ ایک حصہ سوچ رہا تھا کہ مجھے عنبر، ناگ، اور کیپٹن سے ملنا ہے۔ وہ میرے ساتھی ہیں۔

اور میں پانچ ہزار سال کے واپسی کے سفر پر جا رہی ہوں جب کہ دماغ کا دوسرا حصہ سوچ رہا تھا کہ میں رنگولی قزاق ہوں۔ مجھے مکر قزاق نے سوتے میں خنجر سے حملہ کر کے ہلاک کر دیا تھا اور میری لاش کو خشکی پر لا کر آگ لگا دی تھی اور میں افریقی تعویذ کی وجہ سے زندہ رہی اور خوش قسمتی سے ایک ایسی عورت میرے سامنے آ گئی جو غیبی تھی اور میں نے اس کی روح کو اپنے جسم میں داخل کر لیا اور پھر سے زندہ ہو گئی۔ رنگولی کا یہی دماغ سوچ رہا تھا کہ اسے اپنے جہاز پر جا کر دوبارہ قبضہ کرنا ہے۔ رنگولی کے دماغ کا یہ حصہ بہت طاقتور تھا اور ماریا کے دماغ والا حصہ مدھم مدھم تھا۔

ماریا اب رنگولی قزاق کے روپ میں تھی۔ اس کے کپڑوں کو ذرا سی بھی آگ نہیں چھوئی تھی اور جسم پر خنجر کا جو نشان تھا وہ بھی مٹ چکا تھا۔ اب ہم اس قزاق عورت کو رنگولی ماریا کہہ کر پکاریں گے۔ کیوں کہ اس ایک عورت کے جسم میں دو عورتیں سما چکی تھیں۔ جسم رنگولی قزاق کا تھا جب کہ روح اس جسم میں ماریا کی تھی۔ ماریا کی روح عنبر، ناگ، ٹیپو کے بارے میں الگ سوچتی تھی اور رنگولی کا دماغ اپنے سمندری جہاز اور اپنے دشمن سے انتقام لینے اور جہاز پر دوبارہ قبضہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرنے کے بارے میں الگ سوچ رہا تھا۔

رنگولی ماریا اندھیرے میں جھاڑیوں اور جلی ہوئی چتا میں سے نکل کر سمندر کے کنارے آئی تو اس نے دیکھا کہ وہاں کوئی کشتی نہیں ہے اور جہاز کچھ فاصلے پر سمندر میں ہے۔ اس کے بادبان کھل چکے ہیں اور اس نے آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیا ہے۔ ماریا، رنگولی قزاق کے جسم میں حلول کر جانے کے بعد اب ہوا میں اڑ نہیں سکتی تھی اور رنگولی کے جسم میں ماریا کی وجہ سے یہ طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ اس پر تلوار، نیزے کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ اپنی اس طاقت کا ابھی رنگولی قزاق کو احساس نہیں تھا۔

پھر بھی وہ ایک بہادر اور نڈر بحری ڈاکو تھی۔ اس کی ساری زندگی سمندری طوفانوں اور دشمنوں سے مقابلہ کرتے گذری تھی۔ رنگولی ماریا نے سمندر میں چھلانگ لگا دی اور جہاز کی طرف تیرنا شروع کر دیا۔ بادبانی جہازوں کی رفتار بہت سست ہوا کرتی تھی۔ رنگولی ماریا کے جسم میں دوبارہ زندہ ہو جانے کی وجہ سے ایک نئی طاقت آ گئی تھی۔ وہ بڑی تیزی سے سمندر میں تیرتی چلی جا رہی تھی۔ رات کا اندھیرا ہونے کی وجہ سے جہاز پر سے اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ سمندری لہریں بھی آگے بڑھنے میں اس کی مدد کر رہی تھیں۔

جہاز ابھی زیادہ دور نہیں گیا تھا۔ فاصلہ اتنا زیادہ نہیں تھا۔ رنگولی قزاق جہاز کے قریب پہنچ گئی۔ وہ اس کے پیچھے کی جانب تھی۔ یہاں ایک لمبی رسی لٹک رہی تھی جس کا ایک سرا سمندر میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس رسی کے آگے ایک چرخی بندھی ہوتی ہے جو یہ بتاتی رہتی ہے کہ بادبانی جہاز کس رفتار سے سمندر میں سفر کر رہا ہے اور کتنا سفر کر چکا ہے۔

رنگولی ماریا نے اس رسی کو پکڑ لیا اور جہاز پر چڑھ گئی۔ جہاز کے عرشے یعنی ڈیک پر گہری خاموشی اور اندھیرا تھا۔ صرف مستول کے اوپر ایک تیل کا لیمپ جل رہا تھا جس کی روشنی زیادہ نہیں تھی۔ یہ رنگولی قزاق کا اپنا جہاز تھا۔ جہاز کے مستول پر بحری ڈاکوؤں کا وہ خاص کالا جھنڈا ہوا میں پھڑ پھڑا رہا تھا جس پر انسان کھوپڑی اور دو ہڈیوں کا نشان بنا ہوا تھا۔

رنگولی ماریا اس جہاز کی ایک ایک چیز، ایک ایک حصے اور ایک ایک زینے سے واقف تھی۔ اس وقت رنگولی ماریا کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ پھر بھی وہ ڈیک پر دبے پاؤں چلتی اس جنگلے کے پاس آ گئی جہاں سے نیچے سیڑھیاں جاتی تھیں۔ رنگولی نے جھک کر دیکھا۔ سیڑھیوں پر سامنے والے کیبن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے نکلنے والی روشنی پڑ رہی تھی۔ یہ کیبن رنگولی ماریا یعنی جہاز کی سردار کا تھا اور اس پر اب ٹھگر قبضہ جما چکا تھا۔

جس وقت ٹھگر قزاق نے رنگولی پر سوتے میں حملہ کیا تھا تو اس نے مرنے سے پہلے آنکھیں کھول کر اپنے سامنے ٹھگر قزاق کو دیکھ لیا تھا جس کے ہاتھ میں خونی خنجر پکڑا ہوا تھا۔ اسی خنجر سے اس نے رنگولی قزاق کو ہلاک کیا تھا۔

رنگولی سیڑھی پر اترنے لگی تو اسے اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ سنائی دی:

"کون ہو؟" پیچھے سے آواز آئی۔

رنگولی ماریا نے پلٹ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے سارنگ کھڑا تھا جو اس کے جہاز کا سب سے زیادہ عمر کا قزاق تھا اور رنگولی کا وفادار ملازم تھا مگر جب ٹھگر نے رنگولی کی لاش کو آگ لگائی اور واپس جانے لگا تھا تو بوڑھے سارنگ قزاق نے اس پلید ٹھگر کو کہا تھا کہ جب تک آگ لاش تک نہیں پہنچ جاتی وہاں سے نہیں جاؤ، کیوں کہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں تعویذ کی وجہ سے ایسا نہ ہو جائے تو رنگولی کی لاش پھر سے زندہ ہو جائے اور وہ زندہ ہو کر سارنگ کو بھی غدار کے ساتھ مل جانے کے جرم میں ہلاک کر ڈالے۔

اب جو اس نے مستول کے لیمپ کی روشنی میں اپنے سامنے جہاز کی سردار رنگولی کو دیکھا تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ وہ خوف سے کانپنے لگا۔

رنگولی ماریا تیزی سے اس کے پاس گئی اور آہستہ سے بولی:

"سارنگ! آواز مت نکالنا۔ میں زندہ ہو کر اپنے جہاز کو واپس لینے آ گئی ہوں۔ تمہیں کچھ نہیں کہوں گی۔"

یہ کہہ کر رنگولی ماریا نے سارنگ کی کمر میں لگا ہوا خنجر نکال لیا اور سیڑھیاں اتر کر اپنے کیبن کے بند دروازے پر آ کر رک گئی۔ اندر سے ٹھگر کی آواز آ رہی تھی۔ وہ جہاز کے بڑے ملاح سے بات کر رہا تھا۔

"تمہیں یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ اب میں اس جہاز کا سردار ہوں۔ اب اس جہاز پر میرا حکم چلے گا۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ جہاز کو افریقہ کے ساحل کی طرف موڑ دو۔ ہم افریقی ساحلوں پر جہازوں پر حملہ کر کے انہیں لوٹیں گے"

بڑے ملاح نے کہا: "مگر سردار ٹھگر افریقی ساحل کی طرف آج کل سمندری طوفان اُٹھ رہے ہوں گے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سردار ٹھکر بولا: "چاہے کچھ بھی ہو۔ ہم افریقہ کے ساحل کی طرف ہی چلیں گے۔"

بڑا ملاح کہنے لگا: "جیسے آپ کا حکم سردار!"

رنگولی ماریا نے کیبن کے دروازے کو زور سے لات ماری۔ دروازہ دھڑاک سے کھل گیا۔ اندر چھت سے روشن لیمپ لٹک رہا تھا۔ رنگولی ماریا نے دیکھا کہ غدار ٹھکر کے ساتھ اس کے دو ہٹے کٹے باڈی گارڈ بھی تلواریں لیے بیٹھے ہوئے تھے۔

رنگولی کی شکل دیکھ کر پہلا اثر یہ ہوا کہ ان سب پر ایک ہیبت چھا گئی۔ بڑا ملاح تو ایک دم سے نیچے گر پڑا۔ سردار ٹھکر سمجھ گیا کہ رنگولی کی لاش نے آگ نہیں پکڑی تھی۔ اس نے غلطی کی جو لاش کے آگ پکڑنے سے پہلے پہلے وہاں سے آ گیا۔ وہ سنبھل گیا۔ اس نے تلوار نکال لی اور کہا:

"رنگولی! تو مر چکی ہے۔ تو زندہ نہیں ہے مگر میں ایک بار پھر تمہاری لاش کے ٹکڑے اُڑا دوں گا۔"

سردار کی اس بات سے اس کے باڈی گارڈوں کو بھی حوصلہ سا ہوا اور انہوں نے بھی تلواروں پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ رنگولی ماریا کے ہاتھ میں ایک خنجر ہی تھا۔

اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ رنگولی قزاق اپنی سنگ دلی اور بے رحمی کی وجہ سے سارے علاقے میں بڑی سخت بدنام تھی۔ جزیرے کے لوگ اور سمندروں میں سفر کرنے والے جہازوں کے کپتان اس کا نام سنتے ہی ایک بار کانپ جاتے تھے۔ سب یہی کہتے تھے کہ رنگولی کے دل میں رحم نہیں ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں تھا۔ رنگولی قزاق کا دل رحم اور محبت سے خالی تھا۔ وہ جس جہاز پر حملہ کرتی اس کے سارے عملے اور مسافروں کو زندہ نہیں چھوڑتی تھی۔

اس نے ٹھکر کی طرف دیکھ کر کہا:

"غدار ٹھکر ـــ تو غدار ہی نہیں میرا قاتل بھی ہے۔ تو مجھے قتل کر چکا ہے۔ کیا میں تجھ سے بدلہ نہیں لوں گی؟ میں تمہاری ساری نسلوں سے بدلہ لوں گی۔ تمہیں ایک ہزار ایک بار قتل کروں گی۔"

اور رنگولی ماریا خنجر لہراتی ہوئی چیخ مار کر اس کی طرف بڑھی۔ ٹھکر اور اس کے ساتھیوں نے رنگولی ماریا پر تلواروں سے حملہ کر دیا۔ اگر رنگولی خالی رنگولی قزاق ہوتی تو اس کے جسم کے کئی ٹکڑے ہو جاتے۔ مگر اب اس کے جسم میں ماریا بھی داخل ہو چکی تھی۔ اب وہ رنگولی ماریا تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس لیے دشمن کی تلواریں اس کے جسم پر لگ کر ٹوٹ گئیں
اور رنگولی کے خنجر نے ٹھکر کی ناک کاٹ کر رکھ دی۔
پھر اس نے خنجر پھینک کر ایک دشمن سے تلوار چھین لی
اور دو چار ہاتھ ایسے دکھائے ایسی تلوار چلائی کہ دیکھتے
دیکھتے ٹھکر کے دونوں ساتھیوں کی گردنیں اڑ گئیں۔

ٹھکر کی ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ ناک پر ہاتھ
رکھے باہر کو بھاگا تو رنگولی ماریا نے اسے گردن سے دبوچ
کر نیچے گرایا اور اس پر اپنا پاؤں رکھ کر بولی:

"میں اس جہاز کی سردار ہوں۔"

بڑے ملاح نے اس کے آگے اپنا سر جھکا دیا۔

رنگولی ماریا نے اسے حکم دیا کہ ٹھکر کو اٹھا کر عرشے
پر لے چلو اور سارے ڈاکوؤں کو وہاں جمع کرو۔ تھوڑی
ہی دیر میں جہاز میں یہ شور مچ گیا کہ ان کی سردار رنگولی
دوبارا زندہ ہو گئی ہے اور اس میں کوئی زبردست طلسمی
طاقت آ گئی ہے۔ عرشے پر سارے بحری ڈاکو جمع ہو گئے۔

رنگولی ماریا نے تلوار اٹھا کر کہا:

"غداروں کے سر کاٹ دیئے گئے ہیں۔"

اور اس نے دونوں ڈاکوؤں کے سر ہوا میں اچھال دیئے:

"میں رنگولی ہوں۔ تمہارے جہاز کی سردار۔ اگر کسی

نے میرے خلاف بغاوت کی تو اس کا بھی یہی انجام
ہو گا۔ مجھ پر موت حرام ہو گئی ہے۔ میں مر نہیں
سکتی۔ میں قتل نہیں کی جا سکتی۔ غور سے سن لو۔
اب ہم اس جہاز کو لے کر ملک یمن کی طرف
جائیں گے۔ جہاں جواہرات سے لدا ہوا ایک جہاز
سفر پر روانہ ہو گیا ہو گا۔"

بحری ڈاکوؤں نے رنگولی ماریا کے حق میں بلند نعرے
لگائے اور اس کے ساتھ اپنی وفاداری کا اعلان کر دیا۔
رنگولی نے حکم دیا کہ غدار باغی ٹھکر کو جہاز کے تہ خانے
میں "ڈال" دیا جائے اور ہر روز اس کے جسم کا ایک ٹکڑا
کاٹ دیا جائے۔ پھر رنگولی ماریا نے سارنگ کو ساتھ لیا
اور اپنے کیبن میں آ گئی۔

سارنگ خود بھی رنگولی کی طلسمی شخصیت سے بے حد خوفزدہ
ہو گیا تھا۔ وہ اس سے جادوئی تعویذ کے بارے میں کوئی سوال
کرتے ہوئے گھبرا رہا تھا۔

رنگولی ماریا نے خود ہی اسے کہا:

"سارنگ! تم مجھے دوبارا زندہ دیکھ کر حیران ہو رہے
ہو گے جس طرح کہ دوسرے ڈاکو حیران ہوئے ہیں۔
مگر میں تمہیں بتاتی ہوں کہ دیوتاؤں نے میری مدد کی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب تم لوگ میری لاش کی چتا کو آگ لگا کر واپس چلے گئے تو دیوتاؤں نے میری مدد کی اور میں پھر سے زندہ ہو گئی۔"

رنگولی ماریا نے جان بوجھ کر اسے یہ راز نہیں بتایا تھا کہ چتا کے قریب عین وقت پر جب کہ اس کی لاش کو آگ لگنے ہی والی تھی ایک ایسی عورت آ گئی جو غیبی موت مری تھی اور جس کے بارے میں افریقی جادوگر نے اسے پہلے ہی بتا رکھا تھا کہ اگر اسے کسی نے قتل کر دیا اور اس کی لاش کو آگ لگنے سے پہلے پہلے اگر وہاں کوئی ایسی لڑکی آ گئی جو غیبی حالت میں ہو تو وہ اس سے لپٹ کر دوبارہ زندہ ہو جائے گی۔ وہ یہ راز کسی کو نہیں بتانا چاہتی تھی۔ سارنگ نے ایک بار پھر معافی مانگی کہ سردار تنگر نے اسے اپنے ساتھ ملنے کے لیے مجبور کر دیا تھا ورنہ وہ اب بھی رنگولی کا وفادار ہے۔ رنگولی نے کہا:

"سارنگ! تم بوڑھے ہو، تجربہ کار ہو۔ میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔ لیکن آئندہ اگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی تو تمہارا انجام بھی وہی ہو گا جو اس وقت غدار تنگر کا ہو رہا ہے۔"

سارنگ جلدی سے بولا:

"رنگولی! تم دیوی ہو۔ دیویوں کے آگے کوئی سر نہیں اٹھا سکتا۔"

جہاز کا رخ یمن کی بندرگاہ کی طرف موڑ دیا گیا۔ رنگولی ماریا اپنے کیبن میں جا کر بیٹھ گئی۔ اور نقشے کو دیکھنے لگی۔ اس کے دماغ کے ماریا والے حصے نے کہا:

"رنگولی! تم اچھی طرح سے جانتی ہو کہ تم مر چکی ہو اور محض میری یعنی ماریا کی وجہ سے زندہ ہو۔ جس دن میں تمہارے جسم میں سے نکل گئی تم اسی وقت مر جاؤ گی اور تمہاری لاش مٹی بن جائے گی۔"

رنگولی کے دماغ والے حصے نے کہا:

"ماریا! تم اس تعویذ کے طلسم کے اثر میں ہو جو مجھے میرے بزرگ دوست افریقی جادوگر نے گھول کر پلایا تھا۔ تم لاکھ کوشش کرو میرے جسم سے نکل کر آزاد نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے ان باتوں کو بھول جاؤ، بھول جاؤ کہ تمہارا نام ماریا ہے اور تم عنبر ناگ کیپٹن کی تلاش میں جا رہی تھیں۔ اب تم رنگولی قزاق ہو۔ رنگولی قزاق کی روح ہو تمہاری اپنی کوئی الگ حیثیت نہیں ہے۔ جو میں چاہوں گی تم وہی کرو گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے کہا: "لیکن یہ مت بھولو کہ تم ایک مردہ لاش ہو جو محض میری وجہ سے زندہ اور طلسمی طاقت کی مالک ہے۔ ایک نہ ایک دن میں تمہارے جسم کی قید سے نکل جانے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔"

رنگولی ماریا نے ایک قہقہہ لگایا اور بولی:

"تمہارا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہو گا۔ میرے جسم کے طلسم نے تجھے اپنے ذرے ذرے میں جذب کر لیا ہے۔ اب تم ساری زندگی میرے ساتھ رہو گی اور میں کبھی نہیں مروں گی۔"

ماریا بولی: "یہ تمہارا وہم ہے رنگولی۔ تم ایک ظالم اور جابر عورت ہو۔ تم لوگوں کو لوٹ کر انہیں مار ڈالتی ہو۔ تم ظالم ہو اور خدا ظالموں کو زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہنے دیتا۔"

رنگولی ماریا نے زور سے میز پر ہاتھ مارا اور چیخ کر کہا:

"بند کرو یہ بکواس!"

دوسرے کیبن میں سے سارنگ قزاق بھاگ کر آ گیا۔

"رنگولی سردار! کیا بات ہے۔ خیریت تو ہے؟"

رنگولی ماریا نے اپنی لال لال خونخوار آنکھوں سے سارنگ

کو دیکھا اور ڈانٹتے ہوئے کہا:

"تم یہاں کیوں آئے ہو بوڑھے؟ نکل جاؤ میرے کیبن سے۔"

بوڑھا سارنگ پیچھے سے باہر نکل گیا۔ وہ دل میں سوچ رہا تھا کہ اگر رنگولی کے مردہ جسم کو پھر سے زندگی ملی ہے تو یہ جادو کا اثر ہے جس روز یہ اثر ختم ہو گیا رنگولی کے جسم کو آگ لگ جائے گی۔

○

اس وقت ماریا، رنگولی قزاق کے جسم میں قید ہے اور یمن کی طرف سفر کر رہی ہے۔

کیپٹ کو دریائے سندھ کی وادی میں ایک اجڑے ہوئے مندر کی کوٹھڑی میں ایک پجاری نے کوٹھڑی میں بند کر رکھا ہے۔ اس کے ہاتھ رسی کے ساتھ کھونٹی سے بندھے ہوئے ہیں۔ اس کا نچلا دھڑ سُن ہو چکا ہے اور پجاری ہر روز رات کو بچھو لا کر کیپٹ کے بازو پر ڈسواتا ہے جس کے زہر کی وجہ سے کیپٹ کے جسم میں سے زندگی کی طاقت آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے۔ پجاری کیپٹ سے اپنے گرو ... کے فرار ہو جانے اور لوگوں کے سامنے ... کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بدلہ لے رہا ہے۔

بھیرے کو معلوم ہے کہ کیٹی میں کوئی ایسی طاقت ہے کہ سانپ اس کے آگے جھک جاتے ہیں۔ اس لیے وہ سانپ کو اس کے پاس نہیں لاتا۔ کیٹی کو اس ویران کوٹھڑی میں قید ہوئے چار دن گزر گئے تھے۔ اس کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔ بچھو کے زہر کا اثر زیادہ نہیں لیکن آہستہ آہستہ اثر کرنے لگا تھا۔ ایک رات بھیرا اسے بچھو ڈسوا کر واپس گیا تو کیٹی پر غنودگی چھا گئی۔ بھیرے نے کوٹھڑی کو باہر سے تالا لگا دیا ہوا تھا۔

آدھی رات کے بعد کیٹی کو کچھ کچھ ہوش آیا تو اس نے چھٹکی جن کو یاد کیا اور فریاد کی کہ میری مدد کرو۔ مگر اس کا دوست جن بھی بڑا ظالم اور سنگ دل جن تھا یا اپنی مرضی کا جن تھا۔ اس کے بلانے پر کبھی نہیں آتا تھا۔ اس وقت بھی اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

کیٹی دیوار سے ٹیک لگا کر سخت مایوسی کے ساتھ بیٹھی رہی۔ کوٹھڑی میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ مگر کیٹی کی خلائی آنکھیں اس اندھیرے میں دیکھ سکتی تھیں۔ کیٹی کو ایسی آواز آنے لگی جیسے کوئی پیچھے سے زمین کھود رہا ہو۔ یہ آواز دیوار کے پیچھے کی طرف سے آ رہی تھی۔

دیوار کے پیچھے مندر کے اجڑے ہوئے صحن میں ایک آدمی رات کے اندھیرے میں زمین کھود رہا تھا۔ اس نے پرانی کتابوں میں ایک نقشہ دیکھا تھا جس کے مطابق اس جگہ پر مندر کا قدیم خزانہ دفن تھا اور وہ آدمی آدھی رات کو وہاں سے خزانہ کھودنے آیا تھا۔ بھیرا کچھ فاصلے پر اپنی کوٹھڑی میں بے سدھ سو رہا تھا۔

جب اس آدمی نے کافی گڑھا کھود لیا تو اسے نیچے ایک کانسی کا مٹکا دبا ہوا ملا۔ اس کی باچھیں کھل اٹھیں۔ یقیناً اس مٹکے میں خزانہ تھا۔ اس نے جلدی سے کانسی کے مٹکے کا ڈھکن کھول دیا۔ ڈھکنے کے کھلتے ہی اس کے اندر سے پھنکار کی آواز آئی اور ایک سبز سانپ جو خزانے کی حفاظت پر تھا اچھل کر باہر نکلا اور اس نے اس لالچی انسان کو ڈس دیا۔ خزانے کے سانپ بے حد زہریلے ہوتے ہیں اور جب ڈستے ہیں تو سب سے پہلے انسان کا گلا خشک ہو کر بند ہو جاتا ہے اور وہ کوئی آواز نہیں نکال سکتا۔ یہی اس لالچی انسان کے ساتھ ہوا۔ سانپ کے ڈستے ہی اس کا گلا بند ہو گیا اور جسم بے حس ہو کر گر گیا۔ اس کے ناک منہ کان سے خون بہنے لگا۔

کیٹی کو ایک سانپ کی بو سی ہی تو محسوس ہوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خزانے کا سانپ جب واپس کاٹنی کے مٹکے میں
جانے لگا تو اسے ناگ دیوتا کی خوشبو آئی۔ اگرچہ اسے ناگ
دیوتا کا حکم ماننے سے شیش ناگ نے منع کر دیا تھا۔ مگر
ناگ دیوتا کا احترام اور تعظیم سب سانپوں پر فرض تھی۔
خزانے کا سانپ مٹکے میں واپس جانے کی بجائے اس طرف
چل پڑا جدھر سے ناگ دیوتا کی دھیمی دھیمی مہک آ رہی
تھی۔ یہ خوشبو خزانے کے سانپ کو اس کوٹھڑی میں لے گئی
جہاں کیتی بری حالت میں پڑی تھی۔

کیتی نے بھی اندھیرے میں دروازے کے نیچے سے ایک
سانپ کو رینگ کر اندر آتے دیکھ لیا تھا۔ اس کے دل میں
امید کی ایک کرن چمکی۔ یہ سانپ قدرت نے اس کی مدد
کے لیے بھیج دیا تھا۔ حالانکہ پیرا سانپوں کی پٹاریوں کو کیتی
سے بہت دور جنگل میں لے گیا ہوا تھا۔ خزانے کا سانپ
کیتی کے آگے آ کر پھن کو بار بار جھکانے لگا۔ اسے
کیتی کے بدن سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی تھی۔ خزانے
کے سانپ نے کہا:

"تم ناگ دیوتا نہیں ہو مگر تمہارے جسم سے ناگ دیوتا
کی مہک آ رہی ہے۔ کیا تم ناگ دیوتا کی بہن ہو؟"

کیتی نے سانپ کی آواز کی لہروں کو اپنے جسم سے ٹکرانے

کے بعد اس کے معنی سمجھ لیے تھے۔ اس نے بھی اپنے الفاظ
کو جسم کی لہروں کی شکل دے کر سانپ سے کہا:

"ہاں! میں ناگ دیوتا کی بہن ہوں۔"

خزانے کے سانپ نے کہا: "میں خزانے کی حفاظت
کرتا ہوں۔ ایک آدمی خزانہ چرانے آیا تھا کہ میں
نے اسے ہلاک کر دیا۔ پھر مجھے تمہاری خوشبو آ گئی۔
اے ناگ دیوتا کی بہن! تمہاری یہ حالت کس نے
کر دی ہے؟ کیا اسے معلوم نہیں کہ تم ہمارے ناگ
دیوتا کی بہن ہو؟"

کیتی نے کہا: "میری یہ حالت ایک پیرے نے کر
دی ہے۔ میری مدد کرو۔"

[illegible] پ نے پیچھے سے آ کر کیتی کے بازوؤں کی رسی پھونک
کر جلا دی۔ کیتی نے اسے بتایا کہ مجھے [illegible]
تھا جس کی وجہ سے میرا پچھلا دھڑ بے حس ہو گیا ہے
اور پیرا ہر رات مجھے پنجرے سے ڈراتا ہے۔ خزانے کے
سانپ کی آنکھوں سے غصے کے مارے چنگاریاں چھوٹنے
لگیں۔ "اس کی یہ جرأت کہ ناگ دیوتا کی بہن کے
ساتھ یہ ظلم کرے۔ اے ناگ دیوتا کی بہن! میں
سب سے پہلے تمہارے جسم کی حفاظت [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دلاتا ہوں۔ اس کے بعد اس پیبرے سے انتقام لوں گا۔"

یہ کہہ کر سانپ کیتھی کے پاؤں کی طرف آ گیا۔ اس نے کیتھی کے پاؤں پر اس جگہ منہ رکھ دیا جہاں دو مونہی نے کاٹا تھا اور کیتھی کے جسم سے دو مونہی کا سارا زہر کھینچ کر تھوک دیا۔ کیتھی کے جسم میں ایک دم سے طاقت آ گئی۔ اس کی ٹانگوں میں جان پڑ گئی، وہ اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے جسم سے بچھو کا زہر بھی نکل گیا تھا۔

کیتھی نے کہا: "اے سانپ! میں تمہارا دلی شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

سانپ بولا: "اب مجھے بتاؤ کہ وہ پیبرا کہاں ہے جس نے تمہاری یہ حالت بنا رکھی تھی۔ میں ناگ دیوتا کے نام پر اس سے اس ظلم کا پورا پورا بدلہ لوں گا۔"

کیتھی نے کہا: "وہ مندر کی ایک کوٹھڑی میں رہتا ہے جو کونے پر ہے۔ پہلے ہمیں یہاں سے باہر نکلنا ہو گا۔"

سانپ نے کہا: "میں باہر جا کر تالے کو توڑنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

کیتھی کہنے لگی: "تم تالے کو نہیں توڑ سکو گے۔ یہ کام میں ہی کر لوں گی۔"

کیتھی کے جسم کی ساری طاقت واپس آ چکی تھی۔ اس نے کوٹھڑی کے بند دروازے کو دونوں ہاتھوں سے تھوڑا سا دھکیلا تو اس کا کنڈا اکھڑ گیا اور دروازہ کھل گیا۔ وہ اور سانپ کوٹھڑی سے نکل کر باہر آ گئے۔

کچھ قدموں کے فاصلے پر چھوٹی سی کٹیا تھی جس کے اندر پیبرا گہری نیند سو رہا تھا۔ کیتھی نے کہا: "پیبرا اس کٹیا میں رہتا ہے۔"

خزانے کے سانپ نے کہا: "مقدس بہن! تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں اسے جگاتا ہوں۔"

کیتھی بولی: "سانپ بھائی! اپنا خیال رکھنا۔ پیبرا بڑا مکّار ہے۔"

خزانے کے سانپ نے کہا:

"مقدس بہن! شاید تم خزانے کے سانپوں کی طاقت سے واقف نہیں ہو۔ تم ابھی ایک ایسا تماشا دیکھو گی کہ تم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا ہو گا۔"

کیتھی کٹیا کے قریب جا کر ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ خزانے کا سانپ کٹیا کے بند دروازے پر جا کر رُک گیا۔ پھر اس نے اپنا منہ دروازے کے پاس لے جا کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے پھنکار ماری۔ اس کے منہ سے آگ نکلی جس نے دروازے میں ایک سیاہ شگاف ڈال دیا۔ ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا جس کی آواز سن کر پیرا چونک کر اُٹھ بیٹھا اور دروازے میں شگاف دیکھ کر ہکا بکا ہو کر رہ گیا کہ یہ کیسے ہو گیا؟!

وہ شگاف میں سے نکل کر باہر آیا تو ستاروں کی دھیمی روشنی میں اس نے ایک جانب کیٹی کو کھڑے دیکھا۔ وہ تو حیران ہو کر رہ گیا کہ یہ کیسے صحت مند ہو کر کوٹھڑی سے باہر آ گئی۔ اس نے چلّا کر کہا:

"تم ــــ تم کیسے باہر نکل آئیں۔ میں ابھی دو مونہی لاتا ہوں۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

کیٹی نے کہا: "اب میں بڑی آسانی سے تمہاری گردن تمہارے جسم سے الگ کر سکتی ہوں۔ مگر میں ایسا نہیں کروں گی۔ کیوں کہ یہ کام میرا ایک دوست کرے گا۔"

"کون ہے تمہارا دوست؟" پیرا گرج کر بولا۔

عین اسی وقت خزانے کا سبز سانپ پھنکار مار کر اس کے سامنے آ گیا اور پیرے کے بالکل قریب زمین سے چار فٹ اونچا اپنا پھن اٹھا کر لہرانے لگا۔

پیرے نے فوراً پہچان لیا کہ یہ خزانے کا سانپ ہے

ان سانپوں کی طاقت بے پناہ ہوتی" ہے۔ پیرے کو

اور

موت اپنے سامنے نظر آنے لگی۔

پھر بھی اس نے ہمت نہ ہاری اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر تیزی سے سانپ کا مہرہ نکال کر خزانے کے سبز سانپ کی طرف پھینک دیا۔ یہ مہرہ ایک سفید سانپ کا تھا جس کے آگے کوئی سانپ سر نہیں اٹھا سکتا مگر خزانے کا سانپ اسی طرح اپنا پھن لہراتا رہا۔ اس نے پیروں کی زبان میں پیرے سے کہا:

"اے بدنصیب ظالم پیرے! کیا تو نہیں جانتا کہ اس وقت میرے ساتھ ناگ دیوتا کی مقدس بہن کھڑی ہے اور تم نے ہمارے مقدس ناگ دیوتا کی بہن پر ظلم کیا ہے۔ اس وقت اگر سفید سانپ بھی ہوتا تو تم سے ناگ دیوتا کی بہن کی بے عزتی کا ضرور بدلہ لیتا۔ تجھے اب کوئی نہیں بچا سکتا۔"

پیرا فوراً سمجھ گیا کہ پانی سر سے گزر چکا ہے اور اب اس کی موت یقینی ہے۔ جہاں وہ کھڑا تھا وہاں پتھروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ پیرے نے بجلی کی تیزی کے ساتھ ایک پتھر اٹھا کر خزانے کے سانپ کی طرف پھینکا۔ پتھر خزانے کے سانپ کے پہلو میں گرا۔ اس نے ایک پھنکار ماری۔ پھنکار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ساتھ ہی سانپ پیرے کے گرد ایک دائرے کی شکل میں گھوم گیا۔ پیرے نے دائرے میں سے باہر چھلانگ لگانی چاہی مگر اسے محسوس ہوا کہ اس کے اردگرد دائرے کی شکل میں شیشے کی ایک دیوار کھڑی ہو گئی ہے جو لوہے سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔

پیرا اس نظر نہ آنے والی شیشے کی گول دیوار سے ٹکرا کر زمین پر گر پڑا۔ خزانے کا سانپ اب اس کی کوٹھڑی میں گیا جہاں ایک مٹکے میں دو مونہی سانپ بند پڑا تھا۔ خزانے کے سانپ نے جاتے ہی مٹکے کو توڑ ڈالا اور دو مونہی کو حکم دیا کہ میرے ساتھ باہر آؤ۔

خزانے کے سانپ کا حکم سن کر دو مونہی کوٹھڑی سے باہر آ گئی۔ سانپ نے کہا:

"اس دائرے میں داخل ہو جاؤ اور پیرے کے پاؤں پر کاٹ کر اس کا نچلا دھڑ بے حس کر دو۔"

دو مونہی دونوں مونہوں سے سر سر سر کی آوازیں نکالتی دائرے کے اندر چلی گئی۔ پیرا خوف کے مارے دائرے میں چکر لگانے لگا۔ وہ دو مونہی کو پاؤں سے کچلنے کی کوشش کرنے لگا مگر دو مونہی نے اسے ڈس دیا۔ دو مونہی کے زہر نے اس کے جسم میں داخل ہوتے ہی پیرے کے

نچلے دھڑ کو سن کر دیا۔ وہ زمین پر گر پڑا۔

دو مونہی دائرے میں سے نکل کر واپس آ گئی۔ سانپ نے اسے کوٹھڑی میں بھیج دیا اور کیٹی سے کہا:

"ناگ کی مقدس بہن! برے کام کا انجام ہمیشہ برا ہوتا ہے۔"

○

پُراسرار گنبد

سپیرا دائرے کے اندر گرا ہوا تھا۔

اس کا نچلا دھڑ بالکل نہیں ہل رہا تھا۔ وہ اُوپر والے دھڑ کو کھسکا کر دائرے سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہا تھا اور ہر بار دائرے کی نظر نہ آنے والی دیوار سے ٹکرا کر رہ جاتا تھا۔

خزانے کے سانپ نے اس کوٹھڑی کی طرف منہ کر کے تین بار پھنکاریں ماریں تو کوٹھڑی میں سے وہی سیاہ بچھو رینگتا ہوا باہر آ گیا اور خزانے کے سانپ کے سامنے آ کر خاموش بیٹھ گیا۔

سانپ نے اسے کہا: "میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس دائرے میں داخل ہو جاؤ اور سپیرے کی گردن پر دونوں جانب کاٹ کر اس ظالم انسان کو اس کے ظلم کی سزا دو۔"

سیاہ بچھو یہ حکم سُن کر دائرے میں داخل ہو گیا۔ بچھو کو

دیکھتے ہی سپیرے نے دونوں ہاتھوں پر رینگتے ہوئے اس سے بھاگنے کی کوشش کی مگر بچھو اس کے جسم پر چڑھ گیا۔ سپیرے نے ہاتھ سے بچھو کو پکڑ کر پھینکنا چاہا مگر بچھو نے اس کے ہاتھ پر ڈس دیا۔ سپیرے کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی۔ بچھو اب سپیرے کی گردن پر چڑھ گیا اور جیسا کہ سانپ نے اسے حکم دیا تھا سپیرے کی گردن پر پہلے ایک طرف کاٹا، پھر دوسری طرف کاٹا اور کود کر نیچے اُتر آیا۔ سپیرے کا ایک دم بُرا حال ہو گیا۔ وہ درد سے تڑپنے لگا۔ پھر اس کا اوپر والا دھڑ بھی بے حس ہونا شروع ہو گیا۔

سانپ اور کیٹی دائرے کے باہر کھڑے دیکھ رہے تھے۔ بچھو واپس کوٹھڑی میں جا چکا تھا۔ جب سپیرا بے حس و حرکت ہو کر دائرے میں بے ہوش ہو گیا تو سانپ نے اپنا منہ اس کی طرف کر کے پھنکار ماری۔ سانپ کے منہ سے آگ کی چنگاریاں نکل کر سپیرے کے جسم پر پڑیں اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے سارے جسم کو آگ لگ گئی۔

سانپ نے کیٹی سے کہا:

"ظالم کو اس کے ظلم کا بدلہ مل گیا۔ لوگ اس کے ظلم سے بچ گئے [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی حفاظت پر جاتا ہوں۔ اے مقدس بہن! میں تمہاری اور کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

کیٹی نے کہا: "کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ میری دوست ماریا اور عنبر ناگ اس وقت کہاں ہوں گے؟"

خزانے کے سانپ نے کہا: "ناگ دیوتا کی مقدس بہن! میں غیب کا علم نہیں جانتا۔ غیب کا علم صرف خدا کو ہے۔ ہاں! میں تمہیں اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ مجھے سمندر کی طرف سے کسی وقت ناگ دیوتا کی مہک آتی ہے۔"

یہ کہہ کر خزانے کا سانپ واپس کانسی کے مٹکے میں خزانے کی حفاظت کرنے چلا گیا۔ کیٹی کچھ دیر وہاں خاموش کھڑی سپیرے کی لاش کو جلتے دیکھتی رہی۔ پھر وہ مندر کے احاطے سے نکلی اور اس طرف جنگل میں روانہ ہو گئی جدھر سے دریا کے پانی کی ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی تھی۔ خزانے کے سانپ نے بھی اس بات کی گواہی دی تھی کہ اسے سمندر کی طرف سے ناگ دیوتا کی ہلکی مہک آتی ہے۔ ضرور ماریا بھی سمندر میں ہی سفر کر رہی ہو گی۔ کیونکہ وہ اور کیٹی دونوں ہی سمندر کی طرف جا رہی تھیں۔

جنگل سے نکلی تو کیٹی کو سامنے دریا نظر آنے لگا۔

یہی وہ دریا تھا جس میں ماریا نے کشتی میں بیٹھ کر سمندر تک کا سفر کیا تھا۔ کیٹی اکیلی تھی اور اس کا لباس بھی پھٹ گیا ہوا تھا۔ ساری رات سفر کرنے کے بعد صبح وہ ایک مچھیروں کی بستی میں پہنچی۔ یہاں اس نے ایک عورت سے پرانی ساڑھی لے کر باندھی اور ایک بڑی کشتی میں بیٹھ گئی جو مسافروں کو لے کر آگے کے ایک شہر کی طرف جا رہی تھی۔

شام تک کشتی دریا میں سفر کرتی رہی چراغ روشن ہو گئے تھے۔ کشتی نے مسافروں کو بستی کے کنارے پہنچا دیا۔ یہ بستی کافی بڑی تھی۔ کیٹی بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ یہاں اُتر گئی۔ کیوں کہ کشتی میں سوار ہو کر آگے دریا میں سفر کرتے ہوئے سمندر کے کنارے والی بندرگاہ دیبل تک پہنچنا تھا جہاں سے وہ کسی بادبانی جہاز میں سوار ہو کر ملک عراق کی طرف سفر کرنا چاہتی تھی۔

رات کیٹی نے اسی بستی میں گذاری۔ وہ دریا کنارے ایک درخت پر چڑھ کر بیٹھ گئی تھی اور وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے رات گذار دی۔ وہ لوگوں کے درمیان زیادہ چلنا پھرنا نہیں چاہتی تھی۔ کیوں کہ وہ اکیلی تھی اور اکیلی عورت کو دیکھ کر اس زمانے میں بھی لوگ خواہ مخواہ پیچھے لگ جاتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرتے تھے۔ ویسے بھی کیٹی اپنی طاقت کا یونہی مظاہرہ کرنا پسند نہیں کرتی تھی۔ دوسرے روز دوپہر کے بعد ایک بڑی کشتی سمندری بندرگاہ دیبل کی طرف جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔ مسافر اس میں سوار ہو رہے تھے۔ ہر کوئی کرایہ ادا کر رہا تھا کیٹی کے پاس کوئی سکہ نہیں تھا۔

یہی مشکل تھی۔ کیٹی نے دیکھ کر ایک زرق برق قیمتی لباس والی عورت جس کے ساتھ دو نوکرانیاں بھی تھیں کشتی میں سوار ہونے والی تھی۔ کیٹی اس کے پاس گئی اور اسے کہا کہ وہ اسے چند سکے ادھارے دے دے۔ اس امیر عورت نے گھور کر کیٹی کو دیکھا اور بولی:

"تم خوبصورت لڑکی ہو۔ مگر تمہارا لباس بڑا پرانا اور گندہ ہے۔ تم کون ہو؟"

کیٹی نے کہا: "میں — میں — میرا نام مالا ہے۔ میں یتیم ہوں۔ میرا کوئی نہیں۔ دیبل جا رہی ہوں کہ کسی گھر میں نوکری کر کے پیٹ پالوں گی۔"

امیر عورت مسکرائی اور کہنے لگی:

"میرا نام رگھونی ہے۔ دیبل میں میرا ایک شاندار محل ہے۔ تم میرے محل میں نوکرانی کرو گی؟ پھر میں تمہارا کرایہ ادا کر کے تمہیں ساتھ ہی لے

چلوں گی۔"

کیٹی کو اور کیا چاہیے تھا۔ اس نے کہا:

"میں تیار ہوں رگھونی دیوی! میں آپ کے محل میں نوکری کر لوں گی۔ آپ کی مہربانی ہو گی۔"

امیر عورت رگھونی نے کیٹی کا کرایہ ادا کر کے ساتھ بٹھا لیا۔ کشتی دیبل شہر کی بندرگاہ پر پہنچی تو رات ہو چکی تھی۔ شہر میں چراغ روشن ہو چکے تھے۔ کیٹی کو یہاں سے کسی بادبانی جہاز میں سوار ہو کر ملک عراق کی طرف روانہ ہونا تھا۔ اس نے سوچا کہ کچھ دیر اس امیر عورت کے محل میں نوکری کر کے کرایہ جمع کرے گی اور پھر جہاز میں سوار ہو کر ملک بصرہ اور وہاں سے کسی قافلے کے ساتھ شامل ہو کر عراق کی طرف روانہ ہو جائے گی۔

امیر عورت رگھونی کیٹی کو اپنے محل میں لے گئی۔ رگھونی کا محل شاندار اور سجا ہوا تھا اور وہاں پر کمرے میں خوبصورت لڑکیاں رقص کر رہی تھیں۔ گھنگھروؤں کی جھنکاریں گونج رہی تھیں۔ کیٹی کو بہت جلد پتہ چل گیا کہ رگھونی ایک ایسی عورت ہے جس نے بہت سی خوبصورت رقاصہ لڑکیاں پال رکھی ہیں جو امیر لوگوں کے سامنے رقص کر کے ان کا دل بہلاتی ہیں اور امیر لوگ رگھونی کو اس کے عوض

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دولت دیتے ہیں۔

کیٹی کے لیے اگرچہ یہ ایک عجیب اور نیا کام تھا مگر کوئی پریشانی والی بات نہیں تھی۔ اسے شاندار لباس پہنایا گیا اور ایک گوروجی نے رقص سکھانا شروع کر دیا۔ کیٹی نے اتنا معلوم کر لیا تھا کہ بندرگاہ بصرہ کی طرف ایک ماہ بعد بادبانی جہاز روانہ ہو گا۔ وہ بڑے آرام سے رقص سیکھنے لگی۔ دس پندرہ دنوں میں وہ رقص کرنے میں بڑی ماہر ہو گئی۔ ایسا رقص کرتی کہ لوگ دنگ رہ جائے۔ اس محل میں ایک بوڑھا آدمی بھی رہتا تھا جو لوگوں کی خدمت کرتا تھا۔ کیٹی اس کا بڑا خیال رکھتی تھی اور اسے جو پیسے ملتے وہ ان میں سے آدھے اس بوڑھے کو دے دیتی تھی۔ اس بوڑھے کا نام والی تھا اور وہ بصرے کا رہنے والا تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ کیٹی بصرے جا رہی ہے تو اس نے کہا:

"بیٹی مجھے بھی اپنے ساتھ بصرے لے چلو۔ مجھے اپنے وطن سے جدا ہوئے چالیس برس ہو گئے ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اپنے وطن جا کر مروں۔"

کیٹی نے کہا: "والی بابا! میں نے اپنے سفر کے بارے میں سوائے تمہارے اور کسی سے ذکر نہیں کیا۔ تم میرے اس راز کو راز ہی رکھنا اور میں

وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں بھی اپنے ساتھ لے چلوں گی۔"

بوڑھا والی بڑا خوش ہوا۔

ایک مہینہ گزر گیا۔ جہاز کے بصرہ کی بندرگاہ کی طرف روانہ ہونے کا وقت آ گیا۔ کیٹی نے ایک روز رات کے اندھیرے میں والی بابا کو ساتھ لیا اور خفیہ طریقے سے محل سے نکل کر بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس نے والی بابا کے کرائے کی رقم بھی اپنے پاس رکھ لی تھی۔ وہ ابھی راستے میں ہی تھے کہ رگھونی کو ان کے خفیہ فرار کا پتہ چل گیا۔ اس نے اپنے دو قاتل قسم کے غنڈوں کو کیٹی کے پیچھے بھیجا کہ اسے پکڑ کر واپس لاؤ اگر واپس نہ آئے تو دونوں کو وہیں ہلاک کر ڈالو۔

کیٹی والی بابا کو ساتھ لیے سیاہ چادر اوڑھے دہلی کی خاموش جگہوں میں سے گزر رہی تھی کہ اچانک وہ غنڈے گلی میں سے نکل کر سامنے آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں چھریاں چمک رہی تھیں۔ رات کا وقت تھا۔ اس وقت گلی میں کوئی دوسرا آدمی نہیں تھا۔ والی بابا فوراً سمجھ گیا کہ رگھونی نے سونے کا انڈا دینے والی مرغی ہاتھ سے نکلتی دیکھ کر اسے واپس لانے کے لیے یہ غنڈے بھیجے ہیں۔ اب خیر نہیں ہے۔ وہ کیٹی کو واپس لے جائیں گے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے قتل کرکے وہیں پھینک دیں گے۔

دائی بابا سہم کر کیٹی کے پیچھے ہو گیا اور کانپتی ہوئی آواز میں بولا:

"مالا بیٹی! یہ رگھونی کے آدمی ہیں۔ تمہیں لینے آئے ہیں مجھے۔ مجھے قتل ہونے سے بچا لیتا:"

کیٹی نے ایک مدت سے اپنی طاقت کا استعمال نہیں کیا تھا۔ اب موقع آ گیا تھا۔ غنڈے چھریاں لیے کیٹی کے دونوں طرف آ کر کھڑے ہو گئے۔ ایک غنڈے نے آنکھیں سکیڑ کر سر ہلاتے ہوئے کہا:

"مالا دیوی! اتنا شاندار محل چھوڑ کر کہاں بھاگی جا رہی ہو؟"

دوسرے غنڈے نے بوڑھے دائی کی گردن پر مُکا مارا اور کہا:

"کیوں رے بڈھے۔ تو اسے بھگا کر لیے جا رہا ہے؟"

دائی نے ہاتھ باندھ کر کہا: "نہیں نہیں ایسا نہیں ہے۔"

کیٹی نے جھٹ بات کاٹ دی اور کہا:

"دائی بابا کو میں خود زبردستی اپنے ساتھ لے جا رہی ہوں لیکن اس سے پہلے کہ تمہاری گردنیں ٹوٹ جائیں اور تمہارا جسم مُردہ لاش بن کر اس

گلی میں پڑے رہیں میں تمہیں آخری بار خبردار کرتی ہوں کہ ہمارا راستہ چھوڑ دو اور ہمیں جانے دو۔"

غنڈوں کو بھلا کیسے پتہ چل سکتا تھا کہ وہ کس زبردست عورت کے سامنے کھڑے ہیں۔ وہ تو کیٹی کو ایک معمولی درجے کی رقاصہ سمجھ رہے تھے جس کو ان کی مالک رگھونی نے اپنی کنیز بنا کر رکھا ہوا تھا اور اس میں کوئی شک بھی نہیں تھا کہ بے چاری کیٹی کو اپنی طاقت آزمانے یا اپنی طاقت کسی کو دکھانے کا کافی دیر سے موقع نہیں ملا تھا اس نے دونوں غنڈوں کو بڑی شرافت کے ساتھ کہا کہ وہ اس کے راستے میں نہ آئیں اور جدھر سے آئے ہیں ادھر کو ہی واپس چلے جائیں لیکن غنڈے اس امیر اور بڑے کردار کی عورت کے پالے ہوئے تھے۔ اس کے منہ چڑھے تھے اور انہیں اپنی بدمعاشی پر بڑا گھمنڈ تھا وہ ایک دُبلی پتلی کمزور سی لڑکی کی اس بات یا دھمکی کو بھلا کیا سمجھتے تھے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان میں سے ایک غنڈے نے آگے بڑھ کر کیٹی کا بازو پکڑا اور اسے زور سے کھینچ کر ایک طرف دھکا دیا۔ لیکن اسے اچانک احساس ہوا کہ لڑکی تو اپنی جگہ پر لوہے کے کھمبے کی طرح کھڑی ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے ایک بار پھر انہیں خبردار کیا:

"میں تمہیں آخری بار خبردار کرتی ہوں کہ ہمیں کچھ نہ کہو۔ ہم کسی کا پیسہ مار کر یا کسی کو قتل کر کے نہیں جا رہے۔ اپنی مرضی سے جا رہے ہیں۔ ہمارے راستے میں نہ آؤ۔"

مگر ان دونوں غنڈوں کا اس دنیا میں وقت پورا ہو چکا تھا۔ شام کو انہوں نے اپنی زندگیوں کا آخری کھانا کھا لیا تھا۔ پانی کا آخری گھونٹ پی لیا تھا۔ اب وہ خود موت کو دعوت دے رہے تھے۔ کیٹی کی آخری خبرداری کا بھی ان پر کوئی اثر نہ پڑا اور کیٹی کو اٹھا کر لے جانے کی کوشش کرنے لگے۔ بوڑھا دانی بے چارا پرے ہٹ کر کھڑا خوف سے کانپ رہا تھا۔ کیٹی نے اپنا بایاں بازو اوپر اٹھایا۔ اسے بالکل سامنے لا کر زور سے ایک غنڈے کی گردن پر مارا۔

کڑک کی آواز آئی اور غنڈے کے گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ گردن کی ہڈی ٹوٹتے ہی اس کی زندگی کا رشتہ بھی ٹوٹ گیا۔ وہ لڑکھڑا کر گرا اور پھر نہ اٹھ سکا۔ دوسرے غنڈے کو چاہیے تھا کہ اپنے ساتھی کا انجام دیکھ کر بھاگ جاتا مگر اس نے الٹا کیٹی پر حملہ کر دیا۔ چھری والا ہاتھ اٹھا اور چھری کیٹی کے پیٹ میں گھس گئی۔

بوڑھے دانی نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ کیٹی یعنی مالا کو مرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کیٹی نے غنڈے کا وہ ہاتھ پکڑ لیا جس سے اس کے پیٹ میں چھری گھونپی تھی۔ اس کے ہاتھ کو جھٹکا دے کر پرے ہٹایا اور چھری اپنے پیٹ سے نکال کر اسے دکھائی اور کہا:

"اس چھری سے تم مجھے ہلاک کرنا چاہتے تھے؟ دیکھو اس پر میرے خون کا ذرا سا بھی نشان نہیں لگ سکا۔"

غنڈہ تو ششدر یعنی ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ اس نے خود چھری ہاتھ کے دستے تک کیٹی کے پیٹ میں گھونپی تھی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ کیٹی زمین پر گر پڑتی اور اس کی انتڑیاں باہر نکل آتیں۔ مگر کیٹی پیٹ سے چھری نکال کر اسے دکھا رہی تھی اور اس کے پیٹ کا زخم چھری کے باہر نکلتے ہی بھر گیا تھا یا آپس میں مل گیا تھا۔

کیٹی کی آواز سن کر بوڑھے دانی نے بھی آنکھیں کھول دیں۔ یہ دیکھ کر اس کے ہاتھوں کے بھی طوطے اڑ گئے کہ کیٹی یا مالا زندہ تھی اور چھری جو اس کے پیٹ میں داخل ہوئی تھی اب اس کے ہاتھ میں تھی اور غنڈہ اس کے سامنے کھڑا پھٹی پھٹی دہشت زدہ آنکھوں سے اسے تک رہا تھا۔

کیٹی نے کہا: "یہ چھری اب تمہارے پیٹ میں جائے گی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیونکہ تم ایک قاتل ہو اور جانے کتنے بے گناہ انسانوں کو قتل کر چکے ہو۔"

غنڈے نے دوسری جیب سے ایک دوسری چھری نکال کر کیپٹن پر حملہ کر دیا۔ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ شاید کیپٹن نے پیٹ کے ساتھ کوئی روئی دار پتلا سرہانہ باندھ رکھا ہے اس نے دوسری چھری کیپٹن کی گردن پر ماری تو کیپٹن نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ زور سے مارا۔ غنڈے کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ اس کی کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور کلائی لٹکنے لگی تھی۔

کیپٹن نے اس کی چھری بڑے آرام سے اسی کے سینے میں اتار دی اور جب غنڈہ ڈبلن کی تنگ و تاریک گلی کے فرش پر گرا تو کیپٹن نے بوڑھے دانی سے کہا:

"بابا! آؤ اب چلیں۔ ہمارا جہاز چلنے والا ہو گا۔"

بوڑھا دانی دل میں کیپٹن سے خوف کھانے لگا تھا۔ وہ اسے کوئی جادوگر سمجھ بیٹھا تھا جس کے پاس جادو کی طاقت تھی۔ جلدی سے کیپٹن کے ساتھ ہو گیا اور وہ دونوں نیم تاریک گلی میں سے نکل کر ڈبلن کی تاریخی بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

بندرگاہ پر جگہ جگہ کشتیوں اور ستونوں پر مشعلیں اور

کے لیمپ روشن تھے جن کے عکس سمندر میں جھلملا رہے تھے ایک بادبانی جہاز بندرگاہ میں کھڑا تھا۔ اس میں مزدور دھڑا دھڑ سامان لاد رہے تھے۔ جہاز کا عرب کپتان عرشے پر ہنٹر ہاتھ میں لیے کھڑا تھا اور مزدوروں کو جلدی جلدی سامان رکھنے کے لیے چلا رہا تھا۔

کیپٹن نے جہاز کے خوانچی کو دو مسافروں کے کرائے کی رقم ادا کی اور بوڑھے دانی کے ساتھ جہاز پر چڑھ گیا۔ یہ کافی بڑا جہاز تھا جس کے بادبان ابھی کھلے نہیں تھے۔ عرب سردار بڑا سخت مزاج اور کرخت تھا۔ مزدوروں کو ہنٹر مار مار کر کہتا۔

"جلدی کرو، سست کیوں ہو رہے ہو۔ مزدوری نہیں ملے گی۔ مال بصرے وقت پر پہنچانا ہے۔"

کیپٹن اور بوڑھا دانی اس کے قریب سے ہو کر گزرے تو جہاز کے کپتان نے کیپٹن کی طرف دیکھ کر سیٹی بجائی اور بلند آواز میں کہا:

"یہ جنت کی پری ہمارے جہاز پر سفر کرے گی؟"

کیپٹن کو جہاز کے کپتان کا یہ مذاق سخت برا لگا لیکن اس نے اسے معاف کر دیا اور کچھ نہ کہا۔ ان دونوں نے بصرے کا کرایہ ادا کیا تھا جو آج کے زمانے میں بھی معقول

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کلاس بنی جاتی ہے۔ عرشہ جہاز کے ڈیک یعنی چھت کو کہتے
ہیں۔ جس طرح کہ بس یا موٹر کی چھت ہوتی ہے۔ جب جہاز
سمندری طوفان میں پھنس جاتا ہے تو سمندر کی بپھری ہوئی تیز
بڑی لہریں عرشے پر زور سے آتی ہیں اور اگر مسافروں نے
لوہے کے کنڈوں کو نہ پکڑ رکھا ہو یا اپنے پاؤں مضبوطی سے
کسی کے ساتھ نہ جما رکھے ہوں تو یہ سمندری لہریں انہیں
بہا کر لے جاتی ہیں اور سمندر میں ڈبو دیتی ہیں۔

فسٹ کلاس جہاز کی دوسری منزل پر ہوتی ہے اور وہیں
پرانے زمانے کی طرح آج کے زمانے میں بھی چھوٹے چھوٹے
کیبن بنے ہوئے ہیں جہاں مسافر تیز ہواؤں، بپھری ہوئی
موجوں اور بارش سے محفوظ رہ کر آرام سے سفر کرتے ہیں۔

کیٹی اور بوڑھا دانی جہاز کے اگلے حصے میں جا کر
ایک جگہ لکڑی کے بڑے کھوکھے کے پاس بیٹھ گئے۔ یہاں
جہاز کا جنگلا بھی تھا۔ جس کے اوپر ایک مشعل جل رہی
تھی۔ آدھی رات کے بعد پچھلے پہر کے قریب ہوا چلنے لگی۔
کپتان نے حکم دیا کہ بادبان کھول دیئے جائیں۔ اور لنگر
اٹھا لیا جائے۔ اسی وقت اکھڑ قسم کے محنت کش ملاحوں
نے سمندر میں ڈالا ہوا لنگر کھینچ لیا اور بندروں کی طرح
جہاز کے اوپر لگے ہوئے مستولوں یعنی لکڑی کے ستونوں پر

چڑھ کر بادبان کھول دیئے۔

ایک دم سے بادبانوں میں ہوا بھر گئی اور اس ہوا
کے زور کی وجہ سے جہاز نے بندرگاہ سے کھسکنا شروع
کر دیا۔ کیٹی اس سے پہلے جانے کتنی بار سمندر میں سفر
کر چکی تھی۔ مگر بوڑھا دانی پورے پچاس برس کے بعد
سمندری جہاز میں بیٹھا تھا۔ کیٹی جہاز کے باورچی خانے میں
گئی اور چاندی کا ایک سکہ دے کر دو آدمیوں کے لیے
بھنی ہوئی مچھلی اور پانی کا آب خورہ لے آئی۔ وہ
خود بھی بوڑھے دانی کے ساتھ کھانا چاہتی تھی تاکہ اسے
خوامخواہ شک نہ ہو کہ کیٹی کوئی دوسری مخلوق ہے۔

مگر بوڑھے دانی کو پہلے ہی شک پڑ چکا تھا اور وہ
حالا یعنی کیٹی کو کوئی زبردست جادوگرنی سمجھ رہا تھا۔ کیوں کہ
اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ چھری نے اس پر کوئی اثر
نہیں کیا اور اس دھان پان دبلی پتلی لڑکی نے دو بڑے بڑے
غنڈوں کو ہلاک کر ڈالا تھا۔ جہاز صبح ہوئی تو کھلے سمندر میں
سفر کر رہا تھا۔

بوڑھے دانی کو نیند آ گئی تھی۔ مگر کیٹی جاگ رہی تھی۔ اس
کے دل میں ماریا اور عنبر ناگ کا خیال تھا کہ خدا کرے کہ
وہ اسے عراق میں مل جائیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب کہانی یوں سنائی جا رہی ہے کہ کیپٹن بادبانی سمندری جہاز میں بوڑھے دانی کے ساتھ بیٹھی بصرے کی طرف سفر کر رہی ہے۔ دوسری جانب ماریا، رنگولی عورت سمندری قزاق کے جسم میں حلول کر کے ملک یمن کی طرف بحری ڈاکوؤں کے جہاز میں سفر کر رہی ہے۔ کیوں کہ رنگولی ماریا قزاق عورت نے یمن کے بندرگاہوں میں ایک لیے بحری جہاز کو لوٹنا ہے جس میں یمن کے جواہرات کا خزانہ لاد کر لے جایا جا رہا ہے۔ اب عنبر ناگ کی طرف بھی چلنا چاہیے۔ ذرا ان کے حالات بھی دریافت کرنے چاہئیں کہ ان کے ساتھ کیا گزری؟

دوستو! اس دلچسپ اور حیرت انگیز داستان کو پڑھتے ہوئے آپ کو یاد ہو گا کہ پیچھے ہم نے ناگ کو اس حالت میں چھوڑا تھا کہ وہ عراق کی طرف ایک قافلے کے ساتھ جا رہا تھا۔ کیوں کہ اس کو یروشلم میں بن حر کی حویلی سے اتنا معلوم ہوا تھا کہ بن حر کے دادا عراق کے صحرا میں ایک دلدلی علاقے میں جا کر گم ہو گئے تھے۔ ماریا اور کیپٹن کو ناگ دیکھ چکا تھا کہ وہ دونوں ایک ایک کر کے بن حر کے دادا کے مقبرے کی اس تصویر میں گم ہو گئی تھیں جو بن حر

نے اپنے کمرے میں لگا رکھی تھی۔ جب ناگ نے بن حر سے پوچھا تھا کہ کیا یہ اس کے دادا کے مقبرے کی تصویر ہے؟ تو اس نے کہا تھا۔

"یہ ہمارے دادا کے مقبرے کی ایک ذہنی تصویر ہے جو میں نے ایک مصور سے بنوائی ہے۔ ہمارا دادا عراق کے ایک دلدلی میدان میں گم ہو گیا تھا۔ آج تک ہمیں اس کی لاش تک نہیں ملی۔ یہ ہم نے یونہی اپنی تسلی کے لیے دادا کے مقبرے کی تصویر بنوا رکھی ہے۔"

ناگ نے دیکھا تھا کہ اس فرضی مقبرے کی تصویر میں کیپٹن اور ماریا کو کسی عورت نے اندر کھینچ لیا تھا اور وہ دونوں اس تصویر میں غائب ہو گئی تھیں۔ ناگ کے پاس یہی ایک راستہ تھا کہ وہ بن حر کے دادا کے مقبرے یا اس کی روح کی تلاش میں عراق کے دلدلی میدانوں میں جائے اور ماریا اور کیپٹن کا سراغ لگائے۔ حالانکہ کیپٹن اور ماریا ان علاقوں میں نہیں گئی تھیں بلکہ جیسا کہ آپ نے پڑھ لیا ہے کہ وہ مختلف حالات اور خطرناک واقعات میں پھنس کر کہاں کی کہاں نکل گئی تھیں اور اب سمندروں میں جہازوں پر الگ الگ ایک دوسری سے بے خبر سفر کر رہی تھیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا ایک بحری ڈاکو کی شکل میں یمن کی طرف اور کیٹی ایک عام مسافر عورت کی حیثیت سے بصرے کی طرف سفر کر رہی تھی۔

ناگ نے یروشلم سے ایک قافلے کو پکڑا اور اس میں شامل ہو کر ملک عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔ ناگ، عنبر اور ماریا اور کیٹی کے زمانے سے تین سو سال پیچھے کی طرف نکل چکے تھے۔ یعنی ابھی ماریا اور کیٹی نے اس زمانے میں داخل ہونا تھا۔ ماریا اور کیٹی ناگ اور عنبر سے تین سو برس پیچھے رہ کر سفر کر رہی تھیں۔ اس بات کا نہ عنبر کو گمان تھا اور نہ ناگ کو خبر تھی۔ وہ دونوں خود بھی ایک دوسرے سے جدا تھے۔ ایک یعنی ناگ عراق پہنچ چکا تھا اور دوسرا یعنی عنبر ابھی قافلے کے ساتھ عراق کی طرف چلا آ رہا تھا۔ عنبر کو بھی کسی نے بشارت دی تھی کہ وہ عراق کی طرف جائے۔ وہاں اس کی ملاقات ناگ سے ہو سکتی ہے۔ ابھی عنبر کو تو ہم قافلے کے ساتھ سفر میں ہی چھوڑتے ہیں اور ناگ کی طرف جاتے ہیں کہ وہ کس عالم میں ہے۔

ناگ عراق پہنچ چکا تھا اور قافلہ ایک سرائے میں اترا ہوا تھا۔ مسافر اپنا اپنا سامان اتار کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو چکے تھے۔ ناگ موصل شہر کی اس کارواں سرائے

میں خاموش بیٹھا غور کر رہا تھا کہ اسے عراق کے ویران میدانوں کا سراغ کیسے لگ سکتا ہے کیوں کہ وہاں اس نے جس سے بھی پوچھا تھا اس نے کہا تھا کہ مجھے کچھ نہیں معلوم ناگ کارواں سرائے سے نکل کر شہر کے اندر آ گیا۔

یہاں ایک اونٹوں والے کی حویلی تھی جو اونٹوں کی خرید و فروخت کا کام کرتا تھا۔ جب اس سے ناگ نے بات کی تو وہ اپنی کالی پھولی ہوئی ناک پر انگلی پھیر کر بولا۔

"تم مجھے مصر کے نوجوان لگتے ہو۔ مگر تمہاری آنکھیں سانپ کی آنکھوں سے کیوں ملتی ہیں۔ کیا تم سانپ ہو۔۔۔؟"

ناگ تو پریشان ہو گیا۔ یہ جملہ اسے دیکھ کر آج تک کسی نے نہیں کہا تھا۔ شروع میں بے شک اس کی آنکھیں دیکھ کر لوگوں کو شبہ ہو جاتا تھا کہ وہ سانپ ہے کیوں کہ وہ اپنی آنکھیں نہیں جھپک سکتا تھا۔ کیوں کہ سانپ کی پلکیں نہیں ہوتیں اور اس لیے اس کے آنکھیں جھپکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر بعد میں ناگ نے آہستہ آہستہ اپنی پلکیں ہلانی شروع کر دی تھیں اور اب وہ باقاعدہ عام انسانوں کی طرح اپنی پلکیں ہلا لیتا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر اس نے سوچا کہ اس اونٹوں والے کو کیا معلوم کہ میں ناگ ہوں۔ اس نے یونہی کہہ دیا ہو گا۔

ناگ نے مسکرا کر کہا: "کیا کبھی کوئی انسان بھی سانپ ہوا ہے؟ میں انسان ہوں۔ سانپ نہیں ہوں۔ میں تم سے صرف یہ پتہ کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس ملک کے صحرا میں کوئی ایسا علاقہ بھی ہے جہاں دلدلیں ہیں۔"

"تم وہاں جا کر کیا کرو گے؟" اونٹوں کے تاجر نے پوچھا۔

ناگ بولا: "میں شکاری ہوں۔ مجھے زرد آنکھوں والی بلیوں کی تلاش ہے۔ سنا ہے کہ اس دلدلی علاقے میں ایسی بلیاں بہت ہوتی ہیں۔"

اونٹوں کے تاجر نے کہا:

"یہاں سے دو روز کے فاصلے پر ایک صحرا ہے اس صحرا کے آخر میں ایک نمکین پانی کی جھیل ہے۔ جس کے ارد گرد دس کوس کا سارا علاقہ دلدلی ہے۔ تمہیں وہاں اکیلے ہی جانا ہو گا۔ کیونکہ ادھر کوئی قافلہ نہیں جاتا۔"

ناگ نے کہا: "میں تو اکیلا ہی جانا چاہتا ہوں۔"

ناگ نے دو ایک روز موصل کی کاروان سرائے میں آرام کرنے کے بعد کچھ ضروری چیزیں خرید کر تھیلے میں بھریں اور

ایک اونٹ خریدا۔ اس پر سامان کا تھیلا رکھا اور اونٹوں کے تاجر کے بتائے ہوئے رستے پر روانہ ہو گیا۔ وہ دو دن تک صحرا میں سفر کرتا رہا۔ تیسرے روز ایک ایسے علاقے میں آ گیا جہاں کانٹے دار بے شمار سوکھے ساکھے درختوں کے جھنڈ تھے اور ان کے درمیان دلدلی میدان پھیلا ہوا تھا۔ ان دلدلوں میں سے تیز بو اٹھ رہی تھی اور یہاں گرمی اور حبس زیادہ تھا۔ اگر ناگ سانپ نہ ہوتا تو یہاں زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتا تھا۔ مگر سانپ تو زمین کے اندر کی حبس بھری فضا میں بھی رہ سکتا ہے۔ البتہ اس کے اونٹ نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔

ناگ نے اونٹ کو وہیں صحرا میں ایک جگہ کھجور کے درختوں کے جھنڈ میں کھلا چھوڑ دیا کہ وہ چرتا رہا۔ سامان کا تھیلا بھی وہیں رہنے دیا۔ صرف ایک تلوار کمر کے ساتھ باندھ لی۔ اسے خود نہ پانی کی ضرورت تھی نہ کھانے کے لیے روٹی کی حاجت تھی۔

ایک چھوٹا خنجر پہلے ہی سے ناگ کی جیب میں تھا جو اس کو یونان کی مشہور شاعرہ سیفو کی روح نے دیا تھا اور کہا تھا۔

"اگر تمہیں کبھی کوئی مشکل پیش آئے تو اس خنجر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو ہوا میں اچھال دیتا اور پھر اس کی کرامت دیکھتا۔ ناگ کو اس خنجر کی کبھی ضرورت نہیں پڑی تھی کیوں کہ وہ اپنی مصیبت سے خود ہی نمٹنا خوب جانتا تھا۔ پھر بھی اس نے سیفو کی روح کی یادگار کے طور پر اس کا خنجر اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔

ناگ دلدلی علاقے میں داخل ہو گیا تھا۔ یہاں زمین نرم اور گیلی تھی اور اس کے پاؤں اس کے اندر دھنس رہے تھے۔ پہلے تو وہ چلتا گیا لیکن آگے جا کر دلدل زیادہ ہو گئی اور اس نے ناگ کو اپنے اندر کھینچنا شروع کر دیا۔ یہ صورتِ حال خطرناک بھی ہو سکتی تھی۔ کیوں کہ یہ ایسی دلدل تھی کہ اگر ہاتھی کو اپنے اندر کھینچ لے تو کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔

ناگ سانپ کی شکل بنانے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے دلدل کے بیچوں بیچ ایک پگ ڈنڈی دیکھی جس پر پتھر اور اینٹیں بکھری پڑی تھیں۔ خدا جانے یہ کس نے دلدل میں چلنے کے لیے راستہ بنایا ہوا تھا۔ ناگ اس پگڈنڈی پر آ گیا۔ یہاں زمین کچھ سخت تھی اور اب اسے سانپ بن کر رینگنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ناگ نے دیکھا کہ دلدلی میدان میں جگہ جگہ جو کانٹے دار سیاہ درخت

اُگے ہوئے تھے ان پر ایک بھی پتا نہیں تھا۔ ان کی شاخوں اور تنوں پر کانٹے لوہے کی میخوں کی طرح اوپر کو نکلے ہوئے تھے۔ ایک جگہ ناگ نے چمگادڑ کو دیکھا کہ درخت کے نکیلے کانٹوں میں جکڑا ہوا مر رہا تھا اور آخری سانس لے رہا تھا۔ ناگ نے آگے بڑھ کر اسے کانٹوں میں سے نکالنا چاہا مگر اس کا ہاتھ کانٹوں کے اندر تک نہ جا سکا۔ اور پھر جو دیکھا تو چمگادڑ مر چکا تھا۔

جس پگ ڈنڈی پر ناگ چلا جا رہا تھا وہ دلدل کے سمندر میں کافی آگے نکل آئی تھی۔ ناگ نے دیکھا تو پیچھے وہ کانٹے دار سیاہ درختوں میں گم ہو چکی تھی اور آگے دور سے ایک مٹیالے رنگ کا ایک گنبد سا نظر آ رہا تھا۔ اس گنبد کی شکل و صورت اس گنبد سے کافی حد تک ملتی جلتی تھی جس کی تصویر پن ٹرک کی حویلی میں لگی تھی۔

ناگ نے سوچا کہ وہ اپنی منزل کے قریب پہنچ گیا ہے ضرور یہاں سے ماریا یا کیپٹی کا کوئی سراغ مل جائے گا۔ اس کے قدم تیز تیز اٹھنے لگے۔ تاکہ جتنی جلدی ہو سکے گنبد کے پاس پہنچ کر معلوم کرے کہ اس دلدل ویرانے میں یہ گنبد کس نے بنایا ہے اور کیا یہاں کوئی رہتا ہے کہ یہ ویران ہے دیکھنے میں گنبد قریب لگتا تھا مگر ناگ کافی دیر سے چل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہاں پہنچا۔ اس کی گول چھت کی چوکور اور میوتری اینٹیں اکھڑی ہوئی تھیں۔ پلستر جگہ جگہ سے خراب تھا۔ یہ گنبد اصل میں کسی گول مقبرے کی شکل کی عمارت کا گنبد تھا جس کے چبوترے تک پتھر کی سیڑھیاں جاتی تھیں۔ ان سیڑھیوں کے پتھر بھی اپنی جگہ سے اکھڑ کر نیچے دلدل پگ ڈنڈی پر گرے پڑے تھے۔ جو پتھر دلدل میں گرے تھے وہ غائب ہو چکے تھے۔

ناگ سیڑھیاں چڑھنے لگا تو اچانک اس کی نگاہ پگڈنڈی پر پڑی۔ یہاں کسی انسان کے پاؤں کے نشان بنے ہوئے تھے۔ یہ نشان پیچھے کہیں بھی نظر نہیں آئے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی انسان دلدل میں سے نکل کر پگ ڈنڈی پر آیا اور پھر گنبد والی عمارت میں داخل ہو گیا۔ کیونکہ سیڑھی کے پتھر پر بھی انسانی پاؤں کے نشان بنے تھے جو کیچڑ والے نشان تھے۔

○

نقلی ماریا

ناگ نے جھک کر غور سے دیکھا۔

یہ ننگے پاؤں کے نشان تھے اور کسی اونچے لمبے آدمی کے پاؤں کے نشان لگتے تھے۔ ناگ گنبد کے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ یہ دروازہ آدھا ٹوٹ کر نیچے گرا ہوا تھا۔ ناگ کو ابھی تک ماریا یا کیتھی کی خوشبو نہیں آئی تھی۔ اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ جس آدمی کے پاؤں کے نشان تھے وہ کون ہے اور کیا اسے ماریا یا کیتھی کے بارے میں کچھ علم ہے؟

گنبد کے اندر اندھیرا تھا۔ چھت ایک طرف کو جھک گئی تھی۔ یہ جگہ ایک مقبرے کی طرح تھی مگر اس کے اندر کسی کی قبر نہیں بنی ہوئی تھی۔ گنبد میں کسی دوسری طرف جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ ناگ حیران تھا کہ جس انسان کے پاؤں کے نشان باہر نظر آئے تھے وہ کہاں ہے۔ ناگ ناامید ہو کر گنبد سے باہر آنے ہی لگا تھا کہ اسے ایسے لگا جیسے کوئی سانس بھر کر اس کے قریب سے گزر گیا ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ وہیں رُک گیا۔ اس نے غور سے اندھیرے میں دیکھا۔ اندھیرا ناگ سے کچھ نہیں چھپاتا تھا۔ یہ سانس کسی انسان کا تھا لیکن وہ سانس لینے والا انسان اسے کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔

ناگ نے سوچا کہ ہو سکتا ہے یہ اس کا وہم ہو۔ وہ واپس پلٹا تو اسے ایک آواز آئی۔ آواز بھاری، سست اور سرگوشی ایسی تھی۔

"ناگ! تم مجھے نہیں جانتے۔ مگر میں تمہیں جانتا ہوں۔"

ناگ آنکھیں پھاڑے چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"تم — تم کون ہو؟" ناگ نے پوچھا۔

کیوں کہ اسے اندھیرے میں کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ آواز آئی:

"میں بن حُر کے دادا کی بے قرار روح ہوں۔ تم میری مدد کر سکتے ہو۔"

ناگ نے کہا: "تم تو ایک نیک انسان تھے پھر تمہاری روح بے قرار کیوں ہے؟"

روح نے کہا: "یہ بڑی لمبی کہانی ہے۔"

ناگ نے پوچھا: "میں ماریا اور کیتھی کی تلاش میں یہاں آیا ہوں۔ یروشلم میں تمہارے پوتے بن حُر کی حویلی ہے۔

وہاں تمہارے فرضی مقبرے کی ایک تصویر لگی ہوئی ہے۔ اسی تصویر میں ہو بہو اسی گنبد کی تصویر بنی ہے۔ ماریا اور کیتھی اُسی تصویر میں غائب ہو گئی تھیں۔ کیا تم مجھے ان کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو؟"

روح بولی: "بن حُر نے میرے مقبرے کی تصویر بنا کر سخت غلطی کی ہے۔ اس تصویر پر ایک آسیب کا سایہ ہے۔ ماریا اور کیتھی اسی آسیب کے شکنجے میں پھنس گئی تھیں۔ مگر وہ وہاں سے نکل کر جا چکی ہیں اور مجھے کچھ معلوم نہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہوں گی۔"

ناگ نے سوال کیا: "تمہاری موت کیا اسی گنبد میں ہوئی تھی جہاں اس وقت تمہاری بے قرار روح بھٹک رہی ہے؟"

روح نے کہا: "ہاں — تم نے صحیح اندازہ لگایا۔ میری موت اسی گنبد میں واقع ہوئی تھی۔ میں دولت کے لالچ میں ایک عورت اور اس کے گودی کے بچے کو اغوا کر کے یہاں لے آیا تھا۔ میں نے انہیں اس گنبد کے ایک تہہ خانے میں قید کر دیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عورت ایک روز یہاں سے فرار ہونے لگی تو میں نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے اس کے بچے کی پرورش شروع کر دی۔ اس بچے کی وجہ سے مجھے کروڑوں کی جائیداد مل سکتی تھی۔ لیکن جب بچہ چھ برس کا ہوا اور مجھے اس کو لے کر شہر جانا اور اس کی جائیداد پر قبضہ کرنا تھا تو ایک دن ایک سخت زہریلے سانپ نے مجھے ڈس دیا اور میں ہلاک ہو گیا۔ سانپ کا زہر اتنا خطرناک اور سخت تھا کہ دیکھتے دیکھتے میرا سارا جسم پانی بن گیا اور میری ہڈیاں تک باقی نہ رہیں۔ مرنے کے بعد میری روح کا عذاب شروع ہوا۔ وہ بچہ اسی گنبد میں تھا کہ ایک دن وہی سانپ آیا۔ اس کے ہمراہ سات اور سانپ بھی تھے۔ زہریلے سانپ کے حکم سے ان سات سانپوں نے بچے کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور اس کی نگرانی کرنے لگے۔ مجھے بشارت دی گئی کہ اگر تم اس معصوم بچے کو ان سانپوں کی قید سے آزاد کرا دو تو تمہاری روح کی بخشش ہو سکتی ہے اور سکون مل سکے گا۔ لیکن میں محض ایک روح ہوں اور روح مجبور ہوتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ تم یہاں آ گئے۔ تم ناگ دیوتا

ہو۔ میں تمہیں اس بچے کے پاس لیے جاتا ہوں۔ سانپ تمہارا حکم مانتے ہیں۔ اس بچے کو سانپوں سے نجات دلا دو تاکہ میری روح کو بھی تسکین مل سکے۔"

ناگ نے روح کو یہ بالکل نہ بتایا کہ شیش ناگ کے حکم سے اب ناگ اس کا حکم نہیں مانتے ہیں۔ اس نے کہا: "میں کوشش کروں گا۔ تم مجھے اس بچے کے پاس لے چلو۔"

ناگ کے دل میں یہ خیال آ گیا تھا کہ ہو سکتا ہے اس علاقے کے سانپوں کو ابھی شیش ناگ کا حکم نہ ملا ہو اور وہ اس کی بات مان لیں اور بچے کو آزاد کر دیں۔ روح نے کہا:

"جہاں تم کھڑے ہو وہاں سے چار قدم بائیں جانب چل کر دیوار کے پاس رک جاؤ۔ دیوار کی ایک طرف میں ایک تانبے کی چھڑی لگی ہے۔ اسے اپنی طرف کھینچو۔"

ناگ نے ایسا ہی کیا۔ تانبے کی چھڑی کھینچتے ہی دیوار میں ایک دروازہ بن گیا۔

روح نے کہا: "اس کے اندر داخل ہو جاؤ۔"

ناگ دیوار میں سے گزر گیا۔ آگے ایک گول چکر دار پتھریلا زینہ نیچے تاریک تہہ خانے میں جاتا تھا۔ ناگ نے سیڑھیاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اترتے ہوئے روح سے پوچھا:

"میں تم سے دو سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ اگر تم روح ہو تو باہر گنبد کی سیڑھیوں پر پاؤں کے نشان کس کے تھے؟"

روح نے کہا "کچھ روز ہوئے ایک شکاری ادھر آیا تھا۔ وہ گنبد کے اندر آ کر اسے دیکھ رہا تھا کہ میں نے اس کو بھی مدد کے لیے پکارا۔ مگر وہ ڈر کر بھاگ گیا۔ یہ پاؤں کے نشان اسی کے تھے۔"

ناگ نے کہا "میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ آخر پانچ برس سے یہ سانپ اس بچے کی رکھوالی کس لیے کر رہے ہیں؟"

روح نے جواب دیا "مجھے روحوں کی دنیا میں آ کر معلوم ہوا ہے کہ شیش ناگ خاص طور پر اس بچے کو اپنے لیے پال پوس رہا ہے۔ جب یہ بچہ سات برس کا ہو جائے گا تو شیش ناگ اس کا کلیجہ نکال کر کھا جائے گا جس کے بعد شیش ناگ کی عمر مزید ایک ہزار برس بڑھ جائے گی۔"

ناگ یہ بڑی عجیب بات سن رہا تھا۔ شیش ناگ کی پہلے ہی عمر ایک لاکھ سال کی تھی اسے ایک ہزار سال اور بڑھانے

کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی؟ ہو سکتا ہے اس کو عمر کا لالچ پڑ گیا ہو۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ انسانی کلیجہ کھانا چاہتا ہو، لیکن یہ بڑی بھیانک اور ظالمانہ بات تھی۔

روح نے کہا "ناگ! اس بچے کی مصیبت کی وجہ سے میری روح بھی بے قرار ہے اور میں جہنم میں جل رہا ہوں کیوں کہ میں نے اس کی ماں کو قتل کیا تھا اگر یہ بچہ اس مصیبت سے چھٹکارا پا جائے تو اس کی ماں کی روح کو سکون مل جائے گا اور میرا گناہ بھی معاف کر دیا جائے گا۔ تم خود ناگ ہو تم زبردست طاقت کے مالک ہو۔ مگر کیا تم شیش ناگ کا مقابلہ کر سکو گے؟"

ناگ نے کہا "میں اس کا کوئی جواب نہیں دوں گا۔"

تہ خانے میں اترتے ہی ناگ کی نظر سات سانپوں پر پڑی جو ایک چھ سالہ لڑکے کے گرد گھیرا ڈال کر بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بچے کے آگے دودھ کی پیالی رکھی ہوئی تھی سب سے بڑا زہریلا سانپ بچے کے پیچھے اپنا پھن اٹھائے کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔

ناگ دیوتا کی خوشبو انہوں نے بہت پہلے سونگھ لی تھی مگر وہ شیش ناگ کے خاص سانپ تھے اور انہیں شیش ناگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا حکم تھا کہ وہ اپنی جگہ چھوڑ کر کہیں نہ جائیں۔ پھر ناگ
دیوتا کو دیکھ کر انہوں نے اپنی گردنیں جھکا کر ناگ کو
سلام کیا۔ زہریلے سانپ نے اپنا پھن جھکاتے ہوئے کہا:
"ناگ دیوتا کو ہمارا سلام۔"

ناگ کچھ دیر چپ چاپ کھڑا ان سانپوں کو تکتا رہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ شیش ناگ کے خاص سانپ ہیں۔ کیونکہ ہر سانپ کی گردن پر سرخ رنگ کے سکّے کی شکل بنی ہوئی تھی۔ ان کے درمیان لڑکا بیٹھا بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ ان سانپوں کا عادی ہو گیا تھا اور ان سے کھیلتا رہتا تھا۔ اسے یہ خبر نہیں تھی کہ ایک سال بعد شیش ناگ اس کا دل نکال کر کھا جائے گا۔ لڑکا بالکل ننگ دھڑنگ تھا اور اس کی صحت کمزور تھی۔

ناگ نے زہریلے سانپ سے کہا:
"کیا تم اس بچے کو شیش ناگ کے لیے پال پوس رہے ہو؟"

زہریلا سانپ ادب سے بولا:
"عظیم ناگ دیوتا! تم خود سب کچھ جانتے ہو۔ ہم شیش ناگ کے حکم سے یہاں پانچ برس سے بیٹھے پہرہ دے رہے ہیں۔ ہم اس بچے کو دودھ

جنگل میں سے درختوں کے پھل لا کر دیتے ہیں ایک خاص دلدلی پودے کا دودھ پلاتے ہیں۔"

ناگ نے کہا:
"کیا تم نہیں جانتے کہ شیش ناگ اس بچے پر ظلم کرنے والا ہے؟"

زہریلا سانپ بولا: "جانتے ہیں عظیم ناگ دیوتا۔"

ناگ نے کہا: "تو پھر میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس لڑکے کو آزاد کر دو۔"

ناگ نے یونہی ایسا کہہ دیا تھا کہ شاید یہ سانپ اس کا حکم مان لیں۔ لیکن زہریلے ناگ نے کہا:
"عظیم دیوتا! ہم آپ کا حکم نہیں مان سکتے۔ ہم آپ کو اپنا دیوتا تسلیم کرتے ہیں۔ مگر شیش ناگ آپ سے بڑا ہے۔ اس کا حکم ہے کہ آپ کا ادب کیا جائے مگر آپ کا حکم نہ مانا جائے۔ اس لیے ہم اس لڑکے کو آزاد نہیں کر سکتے۔"

ناگ خاموش ہو گیا۔ یہ آٹھوں سانپ شیش ناگ کے بڑے خونخوار قسم کے آتشی سانپ تھے اور لڑائی کے وقت ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے تھے۔ ناگ ان سے اکیلا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس مقابلے میں ناگ کی جان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چلی جانے کا خطرہ تھا۔ کیوں کہ شیش ناگ دوسرے کئی سانپوں
کو ان کی مدد کے لیے بھیج سکتا تھا۔ ناگ نے زہریلے
سانپ سے کہا،

"شیش ناگ کہاں ہو گا۔ میں خود اس سے بات کرنا
چاہتا ہوں۔"

زہریلا سانپ کہنے لگا: "عظیم دیوتا! شیش ناگ اس
وقت شہر موصل سے بارہ کوس دور کالے پہاڑ
کے غار میں اپنے تخت پر بیٹھا ہے۔"

ناگ خاموشی سے تہ خانے کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر
گنبد میں آ گیا۔ بے قرار روح نے اس سے پوچھا کہ وہ
کیا سوچ رہا ہے؟ اس نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ کیا وہ اس
معصوم بچے کو سانپوں اور شیش ناگ کا نوالہ بننے کے لیے چھوڑ
کر جا رہا ہے؟

ناگ بولا: "میں شیش ناگ کا مقابلہ کروں گا۔"

ناگ کے اس جواب پر بن حُر کے دادا کی بے قرار روح
بھی حیران رہ گئی۔

"کیا تم شیش ناگ کا مقابلہ کرو گے؟ میں نے
سنا ہے کہ شیش ناگ کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت
نہیں کر سکتی۔"

ناگ نے کہا: "میں ایک بے گناہ بچے کی جان
بچانے کے لیے شیش ناگ کا مقابلہ کروں گا۔ قدرت
میری مدد کرے گی۔ وہ میرے اندر طاقت پیدا کر
دے گی۔ کیوں کہ میرا مقصد نیک ہے۔ میں ایک
انسانی فرض ادا کرنے کے لیے جنگ کرنے والا ہوں۔"

روح خاموشی سے ناگ کو دیکھ رہی تھی۔

ناگ نے کہا: "میں جا رہا ہوں۔ بہت جلد واپس
آؤں گا۔"

یہ کہہ کر ناگ گنبد سے باہر نکل گیا۔ سیڑھیاں اتر کر وہ
دلدل کے درمیان والی پگ ڈنڈی پر آیا اور سانس روک کر
زور سے سانس چھوڑا۔ وہ سانس چھوڑتے ہی سیاہ عقاب
کی شکل اختیار کر گیا۔ اس نے ہوا میں اچھل کر ایک غوطہ
لگایا اور اوپر ہی اوپر آسمان میں اڑتا چلا گیا۔ اب وہ زمین
سے بلند ہو کر آسمان میں اڑا جا رہا تھا۔ اس کی رفتار بہت
تیز تھی اور اس کا رُخ شہر موصل کی طرف تھا۔

ناگ کے دل میں طرح طرح کے خیال آ رہے تھے۔
وہ جانتا تھا کہ شیش ناگ سے مقابلہ کرنا کوئی آسان کام
نہیں ہے۔ شیش ناگ میں بے پناہ قوت تھی۔ وہ ناگ
کے مقابلے میں بہت طاقتور تھا۔ مگر ناگ کی آنکھوں میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

معصوم صورت لڑکے کی شکل پھر رہی تھی جس کا کوئی قصور
نہیں تھا اور جس کو محض اپنی ایک گھٹیا غرض پوری کرنے
کے لیے شیش ناگ ہلاک کرنے والا تھا۔

ناگ بھی ایک دیوتا تھا۔ اس میں بھی بہت طاقت تھی
سب سے بڑی طاقت یہ تھی کہ وہ شیش ناگ کی طاقت
اور کمزوری سے واقف تھا، وہ جانتا تھا کہ شیش ناگ اس
پر کس طریقے سے حملہ کرے گا اور اسے کس طرح اپنا
بچاؤ کرنا ہوگا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ شیش ناگ کے پھن
کے اوپر دونوں جانب چھ چھ منہ ہیں۔ درمیان میں ایک
بڑا منہ ہے۔ جس کے سر پر سبز اور سُرخ رنگ کے سینگوں
کا قدرتی تاج بنا ہوا ہے اور اسی سینگوں والے منہ کے
درمیانی سینگ میں شیش ناگ کی جان ہے۔ اگر کوئی اس
سینگ کو کسی طرح آگ لگانے میں کامیاب ہو جائے تو
شیش ناگ کی موت ہو سکتی تھی لیکن اس سینگ کو آگ
لگانا بہت مشکل بات تھی۔ وہ سینگ لوہے سے بھی
زیادہ سخت تھا اور اسے آگ نہیں لگتی تھی۔ اسے
صرف آتش فشاں پہاڑ سے نکلا ہوا دہکتا، کھولتا لاوا ہی
آگ لگا سکتا تھا۔ اور یہ ناممکن بات لگتی تھی۔ کیوں کہ
اوّل تو شیش ناگ کے قریب کوئی انسان یا جانور نہیں

جا سکتا تھا اور اگر کسی طرح کوئی شخص اس کے قریب
پہنچ بھی جائے تو وہ آتش فشاں پہاڑ کا کھولتا ہوا لاوا
کہاں سے لائے گا۔

انہی خیالوں میں گم ناگ فضائی بلندیوں میں اڑتا اس
پہاڑ کی طرف جا رہا تھا جس کی چوٹی کے غار میں شیش ناگ
کا بسیرا تھا۔ اس سے پہلے ناگ نے صرف دو بار ہی شیش
ناگ کو دیکھا تھا۔ شیش ناگ کی دُنیا کے سارے سانپوں
پر حکمرانی تھی۔ دنیا کا ہر چھوٹا بڑا سانپ شیش ناگ کا
حکم مانتا تھا۔ یہاں تک کہ ناگ بھی اس کا حکم ماننے
پر مجبور تھا۔

ناگ موصل شہر کے اوپر سے گزر گیا۔ جب وہ شہر سے
دس بارہ کوس دُور پہنچا تو اسے دریا کے کنارے ایک
بلند پہاڑ نظر آیا جو بالکل سیاہ تھا اور جو اتنا سیدھا تھا
کہ اس کے اوپر چڑھنے کا کسی طرف سے کوئی راستہ
نہیں تھا۔ اس پہاڑ کی چوٹی بھی سیاہ تھی۔

ناگ سانپ کے روپ میں شیش ناگ کے غار میں
داخل نہیں ہونا چاہتا تھا۔ ناگ نیچے اترنے لگا۔ جب
وہ کالے پہاڑ کی چوٹی کے قریب پہنچا تو اس کو جیسے
کسی نے اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ ناگ نے اپنے پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑے عقابی پروں کو پھڑپھڑا کر پیچھے کی طرف مڑنا چاہا مگر ایسا نہ کر سکا۔ پہاڑ اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ ناگ فوراً سمجھ گیا کہ اس کالے پہاڑ کی چوٹی مقناطیسی مادے کی بنی ہوئی تھی اور اسی مقناطیس کی لہریں ناگ کو اپنی طرف کھینچ رہی تھیں۔ یہ انوکھی مقناطیسی لہریں تھیں جو گوشت پوست کے جسم کو بھی کھینچ لیتی تھیں۔

ناگ کا جسم تیزی سے پہاڑ کی طرف کھنچا چلا جا رہا تھا۔ ناگ نے وہیں ہوا میں ہی ذہن میں اُڑن سانپ کا تصور جمایا اور زور سے سانس لیا۔ وہ عقاب سے ایک چھوٹا اُڑن سانپ بن گیا اور تیزی سے پہاڑ کی چوٹی کے قریب ایک عجیب غار کے سامنے اُگی ہوئی جھاڑیوں میں آن گرا۔ جھاڑیوں پر گرتے ہی اس نے محسوس کیا کہ اس کے جسم پر سانپ بن جانے کے بعد بھی مقناطیسی لہروں کی کشش کا برابر اثر ہو رہا تھا۔ اسے زمین پر رینگنا مشکل ہو گیا تھا۔ کیونکہ مقناطیسی زمین اسے اپنے ساتھ چمٹائے ہوئے تھی۔ ناگ کو رینگتے ہوئے بہت زور لگانا پڑ رہا تھا۔ پھر بھی وہ رینگتا ہوا غار کے دہانے تک چلا گیا۔

یہاں وہ رُک گیا۔ اسے غار کے اندر سے شیشش ناگ کی بُو آ رہی تھی۔ جونہی اس نے غار کے اندر سر نکالا ایک

تیز کشش نے اسے اتنے زور سے اپنی طرف کھینچا کہ ناگ لڑھکتا ہوا ایک پتھر کے چبوترے سے جا کر ٹکرا گیا۔ وہ پتھر کے چبوترے کے ساتھ ہی چپک گیا۔ اس کا سانس رُکنے لگا تھا۔ مقناطیسی کشش اسے پتھر کے اندر کھینچ رہی تھی۔ ناگ پریشان ہو گیا۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے انسانی شکل میں آنے سے وہ اس مقناطیسی کشش سے بچ جائے۔ یہ سوچ کر اس نے سانس لے کر چھوڑا اور اپنی انسانی شکل میں آ گیا مگر پتھر نے اسے نہ چھوڑا اور اس کے پھیپھڑوں میں دباؤ کی وجہ سے درد شروع ہو گیا۔ اب اسے شیشش ناگ کی آواز آئی:

"ناگ! تم مجھ سے مقابلہ کرنے آئے ہو۔ تم اب اس غار سے باہر نہ نکل سکو گے۔ تمہیں غداری کی پوری پوری سزا ملے گی۔ میں جانتا ہوں تمہارے دل میں کیا ہے۔ تم نے بغاوت کی ہے۔"

ناگ نے جواب میں کہا:

"اے شیشش ناگ! تم نے پہلے ہی مجھ سے میرے اختیارات چھین لیے ہیں۔ میں تم سے اپنے اختیارات واپس لینے کے لیے نہیں آیا۔ بلکہ یہ کہنے کے لیے آیا ہوں کہ تم ایک معصوم اور بے گناہ بچے کا خون کرنے سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باز آ جاؤ۔ یہ ہم سانپوں کے قبیلے کی محنت قربانی ہے ارشیش ناگ ایک معصوم لڑکے کا خون بہانے؟

شیش ناگ کی کڑک غار میں گونجی:

"ناگ! تم کون ہوتے ہو شیش ناگ کے معاملات میں دخل دینے والے۔ میں خود مختار حاکم ہوں۔ سانپوں کی دنیا کا سب سے بڑا بادشاہ ہوں۔ میں جو چاہے کروں۔"

ناگ نے جواب میں کہا: "شیش ناگ! تم سانپوں کی دنیا کے بادشاہ ضرور ہو۔ مگر میں تمہیں ایک بچے کے خون سے ہاتھ نہیں رنگنے دوں گا۔"

شیش ناگ نے پھنکار ماری۔ تو غار میں اتنی گرمی ہو گئی کہ ناگ کا بدن جلنے لگا۔ اسے محسوس ہوا کہ وہ آگ کی دہکتی بھٹی میں پھینک دیا گیا ہے۔ شیش ناگ اسے اپنی پھنکار کی آگ میں جلا کر راکھ کر دینا چاہتا تھا۔ ناگ کو مقناطیسی شعاعوں نے اپنی گرفت میں جکڑ رکھا تھا۔ وہ کسی بھی شکل میں آ جاتا اس گرفت سے آزاد نہیں ہو سکتا تھا۔

اچانک اسے سیفو کی روح کا دیا ہوا خنجر یاد آ گیا جو اس کی جیب میں تھا۔ اس نے سیفو کی روح کا خنجر باہر نکال کر ہوا میں اچھال دیا۔ سیفو کی روح نے کہا تھا۔ ناگ! اگر کبھی تم مصیبت میں پھنس جاؤ تو اس خنجر کو ہوا میں اچھال

دینا۔ پھر اس کا کرشمہ دیکھنا۔"

جونہی خنجر فضا میں بلند ہوا اس کی نوک میں سے ایک سفید رنگ کی پھلجڑی سی چھوٹی اور غار میں ایک بادل پھیل گیا۔ سفید رنگ کا گھنا بادل جس نے ناگ کو اپنی لپیٹ میں لے کر ہوا میں بلند کیا اور غار کی جھلستی ہوئی گرم فضا سے نکال کر پہاڑی کے اوپر ٹھنڈی اور تازہ ہوا میں لے آیا۔ ناگ کو سفید بادل کے ٹکڑے نے اوپر اٹھا رکھا تھا۔ پھر اس بادل نے بڑے سکون کے ساتھ ناگ کو پہاڑی کے دامن میں ایک درخت کے نیچے اتار دیا اور غائب ہو گیا۔ ناگ نے اطمینان کا سانس لیا۔ سیفو کے خنجر نے اسے موت کے منہ سے نکال کر اپنا فرض پورا کر دیا تھا۔ بادل کے ساتھ سیفو کا خنجر بھی غائب ہو چکا تھا۔

ناگ درخت کے نیچے انسانی شکل میں کھڑا شیش ناگ کے مقناطیسی غار کو تک رہا تھا جو کافی بلندی پر تھا اور جس کی شعاعوں کا زمین پر کوئی اثر نہیں تھا۔ ناگ پہلی بار اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہا تھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ آخر اس کا مقابلہ کسی معمولی شے سے نہیں تھا۔ وہ بھی شیش ناگ تھا جو دنیا کے تمام سانپوں کا بادشاہ تھا جس کا درجہ ناگ دیوتا سے بھی اونچا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شیش ناگ کے سر کے درمیان والے ہینگ تک پہنچے اور اسے آگ لگانے کی ایک ہی ترکیب تھی کہ کوئی ایسا انسان وہاں تک جائے جو نظر نہ آ رہا ہو۔ اس کے لیے ناگ کو ماریا کی ضرورت تھی، لیکن ماریا کا ناگ کو کچھ پتہ نہیں تھا۔ ناگ کے پاس اور کوئی طریقہ نہیں تھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ ماریا کو کہاں تلاش کرے؟ کیا وہ اتنی جلدی لے مل سکتی تھی۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ماریا تاریخ میں کئی سو سال آگے نکل گئی ہو۔ پھر تو اس کا ملنا بہت مشکل ہوتا۔ سیفو کی روح کے خنجر نے ناگ کو ایک بھیانک مشکل سے باہر نکال دیا تھا مگر اب وہ بھی ناگ کے پاس نہیں تھا اور جس بادل نے اسے پہاڑی کے دامن میں درختوں کے درمیان اتارا تھا خنجر اسی بادل میں گم ہو چکا تھا۔ ناگ کچھ دیر وہیں درختوں کے درمیان بیٹھا غور کرتا رہا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ مقابلہ کسی معمولی دشمن کے ساتھ ہوتا تو ناگ کب کا اسے ختم کر چکا ہوتا۔ مگر یہاں مقابلہ شیش ناگ کے ساتھ تھا جس کی طاقت کا کوئی اندازہ ہی نہیں تھا اور جو ناگ کو ہلاک کر سکتا تھا۔ شیش ناگ نے تو ناگ کو مقناطیسی پتھر سے چپکا دیا تھا کہ وہ وہیں سوکھ سوکھ کر مر جائے۔ یہ تو سیفو کے خنجر نے اسے بچا لیا تھا۔

شیش ناگ چاہتا تھا کہ ناگ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے مقناطیسی غار کے پتھر سے چپکا دے تا کہ وہ پھر کبھی اس کے معاملات میں دخل نہ دے سکے۔ مقناطیسی لہریں آہستہ آہستہ ناگ کے جسم میں سے گزر کر اسے کھوکھلا کر کے ہلاک کر دیتیں۔ شیش ناگ سانپوں سے ناگ کو ہلاک نہیں کروا سکتا تھا۔ کیوں کہ کوئی سانپ ناگ دیوتا پر حملہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا تھا۔ ناگ پر شیش ناگ کا جادو بھی کوئی اثر نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی پھنکار سے نکلی ہوئی آگ کا ناگ مقابلہ کر سکتا تھا۔ اس لیے شیش ناگ نے یہی ترکیب نکالی کہ اسے مقناطیسی پتھر کے چبوترے کے ساتھ چپکا کر رکھ دے جہاں وہ ساری زندگی چپکا رہے اور آہستہ آہستہ کھوکھلا ہو کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ جائے مگر وہ اپنی اس ترکیب میں کامیاب نہیں ہوا تھا۔ ناگ اس کی گرفت سے نکل گیا تھا۔

مگر ناگ کو اس لڑکے کے بارے میں سخت پریشانی تھی جس کی جان بچانے کا ناگ نے فیصلہ کر لیا تھا۔ اس بے گناہ لڑکے کی جان ناگ، شیش ناگ کو شکست دیے بغیر نہیں بچا سکتا تھا۔ لیکن شیش ناگ مقناطیسی غار میں بیٹھا تھا۔ وہاں جو بھی جاندار جائے گا وہ پتھروں سے چپک کر رہ جائے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے سوچا کہ یوں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ اسے کچھ عمل کرنا چاہیے اور ماریا کو تلاش کرنا چاہیے۔ کیوں کہ اس سلسلے میں ماریا ہی اس کی مدد کر سکتی تھی۔ اس نے سانس اندر کو کھینچ کر چھوڑا اور ایک بار پھر سیاہ عقاب بن کر ہوا میں اڑنے لگا۔ اڑتے اڑتے وہ موصل شہر سے کافی دور نکل گیا۔ اب صحرا شروع ہو گیا۔ ناگ اڑتا جا رہا تھا۔

رات ہو گئی۔ ناگ اڑتا رہا اور کسی کسی وقت نیچے زمین پر آ کر ماریا کی خوشبو سونگھنے کی کوشش کرتا اور دوبارا ہوا میں بلند ہو کر اڑنے لگتا۔

دو راتیں اور ایک دن فضاؤں میں اڑنے کے بعد تیسرے دن آسمان پر بادل چھا گئے۔ ناگ نے دیکھا کہ نیچے سمندر شروع ہو گیا ہے۔ ناگ بادلوں میں ہی اڑتا چلا گیا۔ وہ اڑتے اڑتے سمندر میں کافی دور آگے نکل گیا۔ وہ بادلوں میں تھا۔ اب ان بادلوں میں بجلی چمکنے لگی۔ یہ خطرناک بات تھی۔ ناگ پر بجلی گر سکتی تھی۔ ہوا بھی طوفانی ہو گئی تھی۔ وہ بادلوں سے نکل کر سمندر کے قریب آ گیا۔ سخت بارش ہونے لگی۔ ناگ کے پر بھیگے ہو گئے اور اس کے لیے اڑتے رہنا مشکل ہو گیا۔ اس نے سوچا کہ وہ مچھلی بن کر سمندر میں

کود جائے گا۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اس کی نظر ایک بادبانی جہاز پر پڑی جو سمندری موجوں کے تھپیڑے کھاتا سمندر میں آگے بڑھ رہا تھا۔ ناگ اس کے قریب گیا تو اس پر انسانی کھوپڑی اور ہڈیوں والا کالا جھنڈا تیز ہوا میں پھڑپھڑا رہا تھا۔

وہ سمجھ گیا کہ یہ بحری ڈاکوؤں کا جہاز ہے۔ اتنے میں سامنے سے ایک جہاز نمودار ہوا۔ بحری ڈاکوؤں کے جہاز پر حملہ کرنے والے تھے۔ یہ جہاز تیزی سے لہروں کو چیرتا دوسرے جہاز کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ناگ جہاز سے کافی بلندی پر اس کے ساتھ ساتھ اڑ رہا تھا اور دیکھنا چاہتا تھا کہ دونوں جہازوں کی کیسے لڑائی ہوتی ہے۔ اس کو تو کبھی وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ ماریا اس جہاز کی سوار ہے اور اس وقت سمندر میں قزاق کے روپ میں جہاز پر سفر کر رہی ہے اور پھر ماریا اپنی اصلی شکل میں بھی نہیں تھی بلکہ جیسا کہ آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں وہ منگولی قزاق عورت کے روپ میں تھی۔ قزاقوں کے جہاز نے دوسرے جہاز پر توپ کا گولہ مارا جس سے اس کا ایک مستول ٹوٹ کر گر پڑا اور وہاں عورتوں اور بچوں میں شور مچ گیا۔ ناگ نے یہ حالت دیکھی تو اس کو بحری قزاقوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ سخت غصہ آیا کہ وہ دولت حاصل کرنے کے لیے ان
چند مسافروں اور ان کے بچوں کو ہلاک کرنے والے ہیں
اس نے فضا میں ہی غوطہ لگایا اور بحری ڈاکوؤں کے
جہاز پر اتر آیا۔ ڈاکو دوسرے جہاز پر حملے میں لگے ہوئے
تھے کسی نے اسے نہ دیکھا تھا۔ ناگ نے جہاز کے عرشے
پر اترنے کے ساتھ ہی ایک دیوہیکل جنگلی جانور کا تصور
دماغ میں جمایا اور سانس اندر کو کھینچ کر چھوڑا۔ وہ ایک
بہت بڑا، اونچا لمبا بھاری بھرکم چٹان کی طرح کا ہاتھی
بن گیا۔

اب جو اس نے اپنی سونڈ اٹھا کر چنگھاڑ ماری تو
بحری قزاقوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آ
رہا تھا کہ یہ ہاتھی جہاز پہ کہاں سے آ گیا ہے۔ ہاتھی نے
جہاز پر ادھر ادھر دوڑنا اور کودنا اور بحری قزاقوں کو
سونڈ میں اٹھا اٹھا کر سمندر میں پھینکنا شروع کر دیا۔ جہاز
ایک طرف کو جھک گیا اور اس میں پانی بھرنے لگا۔
رنگولی ماریا قزاق عورت جہاز کے تہہ خانے میں ایک
قیدیوں کو رسّے سے بندھوا کر اپنے سامنے اوپر لا رہی تھی کہ
اسے اوپر ڈاکوؤں کی آوازیں سنائی دیں اور جہاز ایک طرف
کو جھک گیا۔ رنگولی قزاق کے اندر جو ماریا چھپی ہوئی تھی

اس کو اچانک ناگ کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اس نے رنگولی
قزاق سے کہا:
"میرا ساتھی آ گیا ہے۔ اب وہ تمہیں زندہ نہیں
چھوڑے گا۔"
رنگولی نے کہا: "کون ہے وہ؟ کیا وہ کوئی دیوتا ہے؟"
ماریا کے ذہن نے جواب دیا: "وہ دیوتا سے بھی زیادہ
خطرناک ہے۔"
دونوں کے ذہن خاموشی سے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے
تھے اور ان کی آواز کوئی نہیں سن سکتا تھا۔ رنگولی ماریا لپک
کر اوپر آ گئی۔ اوپر چاروں طرف ہاتھی نے تباہی پھیلا رکھی
تھی۔ جہاز ڈوب رہا تھا۔ ہاتھی اپنی سونڈ سے مستولوں اور
فرش کو توڑ رہا تھا۔ اس افراتفری میں ڈاکوؤں نے سمندر میں
جان بچانے کے لیے چھلانگیں لگا دی تھیں۔ دوسرے جہاز
کو موقع مل گیا اور وہ فرار ہو گیا۔ ناگ یہی چاہتا تھا کہ
وہ اس بحری ڈاکوؤں کے جہاز کو تباہ کر دینا چاہتا تھا تاکہ
یہ آئندہ کسی جہاز کے مسافروں کو لوٹ کر قتل نہ کر سکے
وہ بار بار چنگھاڑ رہا تھا۔ طوفانی ہوا بھی چل رہی تھی۔
طوفانی ہواؤں میں بھی ناگ کو ماریا کی خوشبو آ گئی۔
وہ تو خوشی سے اچھل پڑا۔ اس اچھلنے سے جہاز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا فرش ایک عورت سے ڈٹ کر نیچے گر پڑا۔ ناگ نے
ماریا کو ادھر ادھر دیکھنے کی کوشش کی۔ ماریا اسے کہیں نظر
نہ آئی۔ ماریا کو بھی ناگ کی خوشبو آ رہی تھی۔ رنگولی ماریا قزاق
چھپنے پر آئی تو ہاتھی کو دیکھ کر اس کے اندر چھپی ہوئی ماریا
بے حد خوش ہوئی۔ اسے یقین ہو گیا یہ ہاتھی اصل میں
ناگ ہے۔ ہاتھی کی طرف سے جو ہوا آ رہی تھی اس میں
ناگ کی خوشبو تھی۔ مگر مشکل یہ تھی کہ ماریا اپنے ذہن کی
لہروں سے رنگولی سے تو بات کر سکتی تھی مگر ناگ سے
بات نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے رنگولی قزاق عورت کے ذہن
کو بتایا کہ یہی میرا ساتھی ہے

رنگولی قزاق نے کہا: "میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

اس نے ہاتھی پر توپ سے فائر کرنا چاہا مگر وہاں کوئی نہیں تھا جو توپ کا رخ ہاتھی کی طرف کرتا۔ ناگ نے رنگولی پر حملہ کرنے کے لیے سونڈ اٹھائی تو ماریا نے چیخ کر کہا:

"ناگ! اسی عورت کو مار ڈالو۔ یہ ظالم اور قاتل عورت ہے۔"

مگر ناگ ماریا کی آواز نہیں سن سکتا تھا۔ ناگ ہاتھی اپنی سونڈ رنگولی ماریا قزاق کے قریب لے گیا تو اسے ماریا کی تیز خوشبو آئی۔ اس نے سونڈ کو وہیں روک لیا۔ ماریا

کے ذہن نے پھر آواز بلند کی کہ اس عورت پر ترس نہ کھاؤ۔ اسے ہلاک کر ڈالو۔ پھر میں اس کے جسم سے نکل کر آزاد ہو جاؤں گی۔ مگر ناگ اس کی آواز نہیں سن سکتا تھا۔

رنگولی ماریا قزاق عورت ماریا کی یہ ذہنی آواز سن رہی تھی اور اسے سخت غصہ آ رہا تھا کہ اس کے اندر چھپی ہوئی ماریا اسے ہاتھی سے ہلاک کروانا چاہتی ہے۔ رنگولی ماریا قزاق نے جب دیکھا کہ ہاتھی اس کے اوپر چڑھا آ رہا ہے تو اس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔

رنگولی ماریا قزاق ایک خالی کشتی میں سوار ہو گئی اور تیز تیز چپو چلاتے ہوئے ڈوبتے جہاز سے دور نکل گئی۔ ناگ ہاتھی کی شکل میں ابھی تک ڈوبتے جہاز پر ہی کھڑا تھا۔ وہ حیران ہو رہا تھا کہ اس ڈاکوؤں کی سردار عورت کے جسم سے ماریا کی خوشبو کیسے آ رہی ہے؟ یہ عورت ماریا نہیں ہے۔ پھر اس کے جسم سے ماریا کی اتنی تیز اور صاف خوشبو کیسے آئی ہے؟ وہ بحری ڈاکو عورت کو کشتی میں سوار دور جاتے دیکھ رہا تھا۔ اس نے زور سے سانس اندر کو کھینچی اور ایک بار پھر سیاہ عقاب بن کر ہوا میں بلند ہو گیا اور رنگولی ماریا قزاق عورت کی کشتی کے اوپر آ گیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے سوچا کہ یہ معمہ اسی طرح حل ہو سکتا ہے کہ
وہ انسان کی شکل میں اس عورت کے پاس جائے اور اس
سے بات کرے۔ ناگ عقاب کی شکل میں ایک طرف
غوطہ لگا لیا۔ اور آگے جا کر اپنی اصلی انسانی شکل
اختیار کی اور سمندر میں گر کر تیرتا ہوا کشتی کی طرف آنے لگا۔
کشتی کے قریب آکر اس نے پیچھے سے اچھل کر
اس میں چھلانگ لگا دی۔ رنگولی ماریا نے خنجر نکال لیا۔
ناگ نے کہا: "میں دوسرے جہاز کا مسافر ہوں
جو توپ کا گولا لگنے سے سمندر میں گر گیا۔ مجھ
پر رحم کرو اور مجھے کشتی میں بیٹھنے دو۔"
رنگولی ماریا قزاق نے غصے میں کہا،

"تمہاری وجہ سے میرا جہاز ڈوبا ہے۔ میں تمہیں
ہلاک کر دوں گی۔"

ماریا کے ذہن نے کہا: "ناگ! اسے دبوچ لو۔
اسے مار ڈالو۔"

رنگولی ماریا سمجھ گئی کہ یہ ہی ماریا کا ساتھی ناگ ہے
جو پہلے ہاتھی کی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔ یہ ضرور کوئی جادوگر
ہے۔ مگر رنگولی بڑی بہادر عورت تھی اور اس قسم کی باتوں
پر یقین نہیں رکھتی تھی۔ اس نے خنجر سے ناگ پر حملہ

کر دیا۔ ناگ نے تیزی سے وار بچایا اور پھر رنگولی ماریا
کے ہاتھ سے خنجر کو پکڑ کر جھٹک دیا اور اسے قابو کرتے
ہوئے کہا،

"تم کون ہو؟ کیا تم ماریا ہو؟"

رنگولی نے قہقہہ لگا کر کہا: "ارے ناگ! تم نے
مجھے پہچانا نہیں؟ میں ماریا ہی تو ہوں۔ تمہاری
دوست ماریا۔"

ناگ نے اس کی کلائی چھوڑ دی اور تعجب سے بولا،
"لیکن ___ لیکن ماریا تمہاری شکل کس طرح تبدیل
ہو گئی؟"

ماریا نے رنگولی کے اندر سے چیخ کر کہا،
"ناگ! یہ جھوٹ بول رہی ہے یہ ماریا نہیں ہے۔"

رنگولی نے کہا: "میں افریقہ کے جنگل میں سے گزر
رہی تھی کہ ایک جادوگر نے مجھے بے خبری میں ایک
جادو کا تعویذ گھول کر پلا دیا۔ میری شکل بدل گئی
اور میں ایک بحری ڈاکو کی شکل میں ظاہر ہو گئی۔"

ناگ نے ایک ایسا سوال کیا جس کا جواب رنگولی کے
پاس نہیں تھا۔ اس نے کہا،

"مگر ماریا ___ تمہیں میری خوشبو کیوں نہیں آئی تھی؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم نے مجھے کیوں نہیں پہچانا تھا؟

رنگولی کچھ گھبرائی، پھر جلدی سے سنبھل گئی اور بولی:

"ناگ! مجھ پر تعویذ کا جادو تھا۔ میں کیسے تمہاری خوشبو سونگھ سکتی تھی؟"

ناگ نے کہا: "لیکن جب میں اپنی اصلی ناگ کی شکل میں تمہارے سامنے آیا تو پھر بھی تم نے مجھے نہیں پہچانا اور مجھ پر خنجر سے حملہ کر دیا۔

رنگولی اب سچ مچ گھبرا گئی۔ اس نے کہا:

"ناگ! میں تو تم سے مذاق کر رہی تھی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے بھلا کہ میں تمہیں پہچان نہ سکوں؟ میں نے تمہیں پہچان لیا تھا مگر مذاق میں خنجر نکال لیا تھا کہ دیکھتی ہوں تم کیا کرتے ہو۔"

ناگ نے کہا:

"ماریا تمہاری شکل بھی بدل گئی ہے اور — اور تم اب غائب بھی نہیں ہو۔ تم کیسے پھر سے اپنی اصلی حالت میں واپس آ سکتی ہو؟"

رنگولی قزاق نے کہا: "اس کے لیے مجھے پھر افریقہ جا کر اس جادوگر کو تلاش کرنا ہو گا جس نے مجھے تعویذ پلا دیا تھا۔"

ناگ کہنے لگا: "میں کوشش کرتا ہوں کہ کشتی کا رخ افریقہ کی طرف ہو جائے۔ کیوں کہ ممکن ہے وہاں عنبر سے بھی ملاقات ہو جائے۔"

رنگولی قزاق چونکہ جھوٹی ماریا بنی ہوئی تھی اور اسے عنبر کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا اس لیے وہ بول اٹھی:

"عنبر کون؟"

ناگ نے چونک کر رنگولی کی طرف دیکھا: "تم — تم عنبر کو نہیں جانتی ہو؟"

رنگولی سمجھ گئی کہ عنبر بھی کوئی ناگ کا ساتھی ہو گا۔ ہنس کر بولی:

"اچھا اچھا تم اپنے دوست عنبر کی بات کر رہے ہو۔ جو افریقہ میں رہتا ہے۔ ہاں — اس سے ضرور ملیں گے۔"

ناگ کے دل میں شک کی ایک اور گرہ پڑ گئی۔ اس نے اسے آزمانے کے لیے کہا:

"ماریا! تم نے افریقہ میں کیٹی پہاڑ دیکھا ہے ناں؟"

رنگولی قزاق نے جھٹ کہا: "کیوں نہیں۔ کیٹی پہاڑ پر تو میں دو بار چڑھی ہوں۔ بڑا اونچا پہاڑ ہے اس کی چوٹی پر سارا سال برف بھی رہتی ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب ناگ کو یقین ہو گیا کہ یہ عورت ماریا نہیں ہے۔

ناگ نے غصے سے کہا: "ماریا! سچ سچ بتاؤ تم کون ہو؟"

رنگولی گھبرا گئی: "میں ماریا ہی تو ہوں۔ ماریا —— تمہاری دوست!"

ناگ نے کہا: "اگر تم ماریا ہو تو تمہیں یہ کیوں نہیں پتہ کہ کیٹی ایک پہاڑ نہیں ہے بلکہ ایک لڑکی ہے جو ہماری ساتھی ہے۔" "اچھا — یہ بتاؤ کہ عنبر کی خصوصیت کیا ہے؟"

رنگولی نے کہا: "اس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ بہت تیز دوڑ سکتا ہے اور شیر کا تلوار سے شکار کرتا ہے۔ ایک بار تو مرتے مرتے بچا تھا۔"

ناگ بولا: "تم یہ بھی نہیں جانتی ہو کہ عنبر کبھی مرتے مرتے نہیں بچا۔ وہ تو مر ہی نہیں سکتا۔"

رنگولی کی قمیض کے اندر ایک چھوٹا خنجر چھپا ہوا تھا۔ ماریا نے چلا کر کہا: "ناگ! یہ عورت تم پر اپنے خفیہ خنجر سے حملہ کرنے والی ہے۔ اس سے بچنا۔"

ناگ نے ماریا کی آواز تو سُنی مگر رنگولی کو گھورتے ہوئے کہا:

"سچ سچ بتاؤ تم نے ماریا کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ کیا تم نے اسے اپنے جسم میں جذب کر لیا ہوا ہے؟"

رنگولی نے بھانڈا پھوٹتے دیکھا تو بجلی کی تیزی کے ساتھ جیب میں ہاتھ ڈال کر خنجر نکال کر ناگ پر جھپٹی۔ ناگ اتنا بے خبر بھی نہیں تھا۔ اس نے بڑی پھرتی سے سانس اندر کو کھینچی اور ایک سیاہ سانپ بن کر رنگولی کی طرف اُچھلا اور اس کی گردن پر ڈس دیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ ماریا نہیں ہے اور جو کوئی بھی ہوگی اس کے زہر سے مر جائے گی اور ماریا ظاہر ہو جائے گی۔

ماریا نے جوش میں آ کر کہا: "شاباش ناگ! تم نے اچھا کیا۔ اب میں اس کے جسم سے آزاد ہو جاؤں گی۔"

رنگولی قزاق عورت ناگ کے زہر سے کشتی میں بے دم ہو کر گر پڑی۔ اس کا رنگ سیاہ پڑ گیا اور منہ ناک کان سے خون جاری ہو گیا۔ جب رنگولی قزاق عورت کی جان نکل گئی تو ماریا بھی اس کے جسم سے آزاد ہو گئی۔ آزاد ہوتے ہی اس نے ناگ سے کہا:

"ناگ بھیا! میری آواز سن رہے ہو؟"

اب جو ناگ نے ماریا کی آواز سنی تو خوشی سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر کہا:

"ماریا! شکر ہے تمہاری آواز تو آئی۔ ورنہ ابھی تک تو صرف تمہاری خوشبو ہی آ رہی تھی۔"

ماریا نے کہا: "ناگ بھیا! اس عورت نے مجھے اپنے جسم کے اندر قید کر رکھا تھا۔ یہ جادوگر عورت تھی۔ پرے ہٹ جاؤ۔ کیوں کہ اس کی لاش کو آگ لگنے والی ہے۔"

ناگ کشتی کے کنارے پر ہو گیا۔ رنگولی قزاق عورت کی لاش نے تھوڑی سی حرکت کی۔ اس میں ابھی جان باقی تھی۔ ایک دو بار جلنے کے بعد رنگولی کا جسم بالکل پتھر ہو گیا۔ اب وہ پوری طرح مر چکی تھی۔ جب وہ ایک بار پھر لاش بنی تو اس کے جسم کو آگ لگ گئی۔ آگ دبی چتا کی آگ تھی جس پر رنگولی مردہ حالت میں پہلے بھی لیٹ چکی تھی۔ آگ کے شعلے بلند ہوئے تو کشتی نے بھی آگ پکڑ لی۔

ماریا نے کہا: "عقاب بن کر میرے ساتھ ہوا میں اڑو ناگ! ہمیں ایک بہت بڑی مصیبت سے نجات مل گئی ہے۔"

ناگ نے اسی وقت عقاب کا روپ دھار لیا اور

وہ فضا میں بلند ہو کر پرواز کرنے لگا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ اڑ رہی تھی۔ دونوں کو ایک دوسرے کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔

تیسرے پہر وہ دونوں سمندر کے ایک ایسے کنارے پر پہنچ گئے۔ جہاں ریت کے چھوٹے چھوٹے ٹیلوں میں کہیں کہیں کھجور کے درخت کھڑے سمندری ہواؤں میں جھوم رہے تھے۔ یہاں اتر کر ناگ انسانی شکل میں واپس آ گیا۔ اب ماریا نے پہلے اسے اپنی کہانی سنائی۔ پھر ناگ نے سارا قصہ سنایا کہ کس طرح وہ اس کی تلاش میں نکلا تھا کیوں کہ وہ شیش ناگ کو ہلاک کر کے ایک بے گناہ لڑکے کی جان بچانا چاہتا ہے۔

ماریا نے کہا: "مگر ناگ! شیش ناگ کی طاقت بے پناہ ہے۔"

ناگ نے ماریا کو بتایا کہ شیش ناگ کی جان اس کے پھن کے اوپر درمیان والے سر پر بنے ہوئے سینگ میں ہے اگر اسے آگ لگا دی جائے تو شیش ناگ ہلاک ہو جائے گا۔"

"اس سینگ تک صرف تم ہی پہنچ سکتی ہو کیونکہ شیش ناگ کے غار میں زبردست حفاظتی کنٹرول

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے اور کوئی ایسی شے جو بھاری ہے اور وزن
رکھتی ہے، نظر آتی ہے اس کی کشش سے نہیں
بچ سکتی۔ تم چونکہ دکھائی نہیں دیتی ہو اس لیے
شیش ناگ کے غار میں جا سکتی ہو۔"

ماریا نے کہا: "اگر یہ بات ہے تو میں شیش ناگ
کو ختم کرنے کی پوری کوشش کروں گی۔ اس
سے ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ تمہارے کھوئے
ہوئے اختیارات بھی تمہیں واپس مل جائیں گے۔"

ناگ بولا: "مجھے اپنے اختیارات کی اتنی فکر نہیں
جتنی اس معصوم بچے کی زندگی کی فکر ہے جس کا
اگلے سال شیش ناگ کلیجہ نکال کر کھانے والا ہے۔"

ماریا نے غصے بھرے لہجے میں کہا:
"ایسے شیطان کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہیے — چلو
ہم واپس دلدلی میدان والے گنبد کی طرف چلتے
ہیں۔ ہو سکتا ہے وہاں ہماری ملاقات کیپٹن اور
عنبر سے بھی ہو جائے۔"

ناگ کہنے لگا: "یہ حیرانی کی بات ہے کہ میں تم
سے دو سو سال پیچھے کی طرف سفر کر رہا تھا
مگر بغیر کسی حادثے کے دو سو سال کا پل عبور

کر کے سمندر کے پاس آ گیا۔ اس سے مجھے یقین
ہے کہ اب ہماری ملاقات عنبر اور کیپٹن سے
بھی ہو سکتی ہے۔"

ماریا نے کہا: "ہو سکتا ہے۔ آؤ سمندر میں واپسی
سفر شروع کرتے ہیں۔ اور تم اس دلدلی میدانوں
والے ملک کی سمت جانتے ہو، تم میری
راہ نمائی کرنا۔"

ناگ بولا: "تم میرے ساتھ ساتھ رہنا۔"

یہ کہہ کر ناگ سیاہ عقاب بن کر فضا میں بلند ہوا
اور ماریا اس کے ساتھ ساتھ رہ کر پرواز کرنے لگی۔

ناگ اور ماریا کو ہم اسی حالت میں عراق کے دلدلی
میدان والے گنبد کی طرف پرواز کرتے چھوڑتے ہیں اور کیپٹن
کی طرف جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ بصرے پہنچی
ہے کہ نہیں۔

جیسا کہ آپ جانتے ہی ہیں کیپٹن ایک رضاکار ملاح کے
نام سے اپنے بوڑھے ساتھی دانی کے ساتھ ایک بادبانی
جہاز میں سفر کر رہی ہے۔ اس کی منزل بھی عراق ہی
ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ عنبر، ناگ، کیپٹن اور ماریا جادو
عراق کی سرزمین کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ جہاز بصرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہنچ جانے کے بعد کیٹ نے وہاں سے ایک قافلہ پکڑ کر عراق کے دارالحکومت بغداد پہنچنا تھا جہاں وہ عنبر ناگ وغیرہ کو تلاش کرنے والی تھی۔

جہاز بصرہ کی بندرگاہ سے لگا تو بوڑھا دائی جہاز کے جنگلے کے پاس کھڑے ہو کر کھجور کے جھنڈوں کو دیکھ کر بولا:

"مالا بیٹی! چالیس سال بعد وطن کی ہواؤں درختوں اور فضاؤں کو دیکھ کر پھر سے جوان ہو گیا ہوں۔"

کیٹ اس کے پاس ہی کھڑی تھی۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ کیٹ نے وہاں اپنا نام مالا رکھا ہوا تھا جہاں سے وہ بوڑھے دائی کو لے کر چلی تھی۔ اس نے کہا:

"بابا! اب آپ اپنے گھر جائیں گے؟ مگر کیا آپ کا گھر ابھی تک موجود ہو گا؟"

دائی نے آہ بھر کر کہا: "شاید اب تو اس کے کھنڈر ہی باقی رہ گئے ہوں گے۔ مگر مجھے وہ کھنڈر بہت سکون دیں گے۔"

"آپ کے بچے کوئی نہیں تھے پیچھے؟" کیٹ نے پوچھا۔

دائی بولا: "میرا کوئی نہیں تھا۔ ایک بہن تھی۔ وہ مر کھپ گئی ہو گی۔ چل کر پتہ کروں گا۔"

کیٹ کے دل میں خیال آیا کہ وہ بوڑھے دائی کو اس

کے گھر تک چھوڑ کر آئے۔ چنانچہ وہ جہاز سے اس کے ساتھ ہی اتری اور بصرے شہر کے گلی کوچوں سے گزرنے لگی۔ بوڑھے دائی کو سارے رستے یاد تھے۔ وہ اسے لے کر ایک چھوٹے سے انگور کے باغ میں بنے ہوئے مکان کے سامنے لے آیا جس کی حالت خستہ ہو رہی تھی۔ اس نے مکان کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"بیٹی! یہ تھا میرا مکان۔ اس کے باہر ایک گھوڑا بندھا ہے لگتا ہے اندر کوئی رہتا ہے۔ آؤ اندر چلیں۔"

اس وقت شام کی آمد آمد تھی۔ اندھیرے کی چادر کا رنگ گہرا ہو رہا تھا۔ وہ کیٹ کو لے کر مکان کی ڈیوڑھی میں داخل ہوا تو اچانک ایک طرف سے دو آدمی چھلانگ لگا کر ان پر گرے اور انہوں نے بوڑھے دائی اور کیٹ کی پسلیوں میں تلواروں کی نوک رکھ دی۔ ایک نے کہا:

"چپکے سے اندر چلے چلو۔ اگر ذرا بھی حرکت کی تو یہ تلوار پسلیوں کے پار ہو جائے گی۔"

کیٹ ایک زور دار ہاتھ مارنے لگی تھی مگر یہ سوچ کر رک گئی کہ اس طرح یہ لوگ بوڑھے دائی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ بوڑھے کا رنگ فق ہو گیا تھا۔ دونوں آدمی کیٹ اور دائی کو ایک کوٹھڑی کے پاس لے گئے پھر انہوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے دونوں کو کوٹھڑی میں دھکا دیا اور دروازہ بند کر کے باہر تالا ڈال دیا۔

یہ خونخوار لوگ کون تھے؟ کیپٹن اور دانی نے ان سے کس طرح اپنی جانیں بچائیں؟
ماریا اور ناگ جب مقناطیسی پہاڑ پر پہنچے تو شیش ناگ سے ان کے مقابلے کا کیا انجام ہوا؟
عنبر عراق میں سفر کرتے ہوئے کہاں پہنچا اور اس کی ناگ ماریا کیپٹن سے کن حالات میں ملاقات ہوئی؟
یہ سب کچھ آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۹۳ "جاسوس سانپ" میں پڑھیں گے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا

کے ۵ ہزار سالہ سفر کی
پُراسرار اور سنسنی خیز داستان

1. لاش سے ملاقات 5/-
2. جہاز ڈوب گیا 5/-
3. مندر کی چڑیل 5/-
4. پُراسرار ناگ کی مورتی 5/-
5. ناگ لندن میں 5/-
6. تابوت میں سانپ 5/-
7. موت کا دریا 5/-
8. سانپ کا انتقام 5/-
9. سانپ کی آواز 5/-
10. ناگ کا قتل 5/-
11. شاہ بلوط کا خزانہ 5/-
12. پتھر کا ہاتھ 5/-
13. طوفانی سمندر کا بھوت 5/-
14. ڈائناسورس کا جزیرہ 5/-
15. سیاہ پوش سایہ 5/-
16. انسانی بلی 5/-
17. سانپوں کا جنگل 5/-
18. ماریا اور جن ساتھی 5/-
19. قبر نما انسان 5/-
20. لکشمی دیوی کا انتقام 5/-
21. ناگ اور جادوئی ترشول 5/-
22. ناگ عنبر مقابلہ 5/-
23. لاش کی چیخ 5/-
24. آسیب کی رات 5/-
25. [illegible]
26. عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں 5/-
27. ماریا اور جادوگر سانپ 5/-
28. نقلی ناگ کی سازش 5/-
29. بابل کی بدروحیں 5/-
30. قبر کی دلہن (خاص نمبر) 6/50
31. آدھا گھوڑا آدھا انسان 5/-
32. ناگ ناگن مقابلہ 6/-
33. ایک آنکھ والی عورت 6/-
34. مُردوں کی شہزادی 6/-
35. سانپوں کا دربار 6/-
36. قبر اور ڈھانچہ 6/-
37. عقرب دیوتا کا پجاری 6/-
38. کٹا ہوا زندہ ہاتھ 6/-
39. عنبر لاہور میں 6/-
40. چڑیلوں کی ملکہ (خاص نمبر) 13/-
41. مُردہ جوتشی اور ماریا 10/-
42. رات کا کالا کفن 6/-
43. کھنڈرات کی بدروحیں 6/-
44. مہا طاقتور ناگ 6/-
45. ماریا سونے کی مورتی 6/-
46. ناگ غائب ہو گیا 6/50
47. خون کی آبشار 6/50
48. شیشے کی آنکھ [illegible] 6/50
49. خونی لوہار 6/50
50. [illegible]
51. ماریا بوتل میں بند ہو گئی 6/50
52. خون کی پیاس 6/50
53. ناگ اور [illegible] 6/50
54. [illegible]
55. ناگ اور ناگن رنگ محل 6/-
56. چار پُراسرار سپیرے 6/-
57. ایما دیوی کی مورتی 6/-
58. خفیہ منتر کی تلاش 6/-
59. موت کا وعدہ 6/50
60. اور قبر کھل گئی 6/50
61. لاش کا دوسرا جنم 6/-
62. ماریا قتل ہو گئی 6/-
63. خالی تابوت یاقوتی سانپ 6/-
64. ماریا اور ممی کی لاش 6/50
65. نیلی قبر کا خفیہ راستہ 6/50
66. عنبر سانپ بن گیا 6/-
67. عنبر اور ڈسکو مُردے 6/50
68. کیٹی پھانسی کے تختے پر 6/50
69. عنبر انگوٹھی میں اُتر گیا 6/-
70. [illegible]
71. عنبر کا سر کٹ گیا 6/50
72. چنگیز خان لاہور میں
73. [illegible]
74. ماریا سانپ بن گئی 6/50
75. [illegible]
76. ماریا انار کلی میں
77. عنبر مرتبان اور [illegible]
78. سیاہ کفن پوش [illegible]
79. پُراسرار فرعون کا ڈھانچہ
80. طلسمی [illegible] اور سانپوں کا [illegible]
81. قتل اور پُراسرار چہرہ
82. ڈاکو [illegible] اور عنبر کا [illegible]
83. [illegible]
84. کھوپڑی پر چلتی موم بتی
85. زرد آنکھوں والی پُراسرار عورت
86. [illegible]
87. اژدہا اور [illegible] پجاری
88. انسانی سر والا اژدہا
89. [illegible]
90. طوفانی سمندر کی آنکھ
91. ناگن کے بچے کا [illegible]
92. نقلی ماریا
93. جاسوس سانپ
94. سامری کے اژدہا
95. سمندری ناگن
96. عنبر ناگ ماریا کراچی میں
97. عنبر ناگ کو قتل کر دو

نیا مکتبہ اقرأ ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۵